

480

لیل و نایب

21



تصنیف

منشی احمد علی صاحب شوق

شاگرد تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی مظفر علی اسیر الکنوی

جس کو

خود مصنف نے ۱۸۹۰ء کی یرن ایجوکیشنل کانفرنس میں

مقام علی گڑھ پڑھا۔

بار دوم حسب فوایش جناب میر ولایت حسین صاحب آذیری منیجر بک ڈپو

مدرسۃ العلوم علی گڑھ

حافظ عبد اللطیف پرنٹر کے اہتمام سے

در مطبع فیض عام واقع علی گڑھ طبع

2

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U35724

سینہ

۳۵۷۲۲

تصنیف

۳۱۱
۳۱۱

منشی احمد علی صاحب شوق
شاگرد تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی مظفر علی خان سیرکنوی
جس کو

خود مصنف نے ۸۸۹ء کی محڈن ایجوکیشنل کانفرنس میں

مقام علی گڑھ پڑھا تھا

باہتمام حافظ عبد اللطیف پرنٹر

درمطبع فیض عام واقع علی گڑھ طبع شد

۱۹۱۲ء

۲
سور

78
106

۸۹۱۶
شماره ۱۰۶



ADU SECTION

CHECKED - 2022

میں نے اس مسدس کا حق تصنیف
علیگڑہ محمد ن کالج کو دیدیا ہے کسی اور کو
اختیار چھاپنے اور بیچنے کا نہیں ہے
راقم۔ احمد علی۔ شوق



یہ مسدس جسکا نام لیل و نہار ہے۔ نہایت فخر و
اعزاز کے ساتھ اسکا ڈیڈیکیشن قدردان سخن جناب
وزیرالدولہ مدبرالملک خلیفہ سید محمد حسن خان بہادر
سی۔ ایس۔ آئی۔ وزیراعظم مہیا لہ کے نام نامی کیساتھ کیا گیا
راقم۔ احمد علی۔ شوق

پیل و سار

تصنیف

منشی احمد علی صاحب شوق

شاگرد تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی مظفر علی خان آسیر لکنؤی

جسکو

خود مصنف نے ۱۸۸۹ء کی محرم ایجوکیشنل کانفرنس میں

بمقام علی گڑھ پڑھا تھا

شاہکار خان عبداللطیف بڑھڑکے اہتمام سے

مطبع فیض عام واقع علی گڑھ میں چھپا



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بجھے پوچھے کوئی تو اتنا پریشان کیوں ہوا	غم سے پوچھے کوئی تو مفلس کا مہمان کیوں ہوا
تن سے پوچھے کوئی تو کج بخت عیاں کیوں ہوا	دل سے پوچھے کوئی تو آخر پشیمان کیوں ہوا
درد سے پوچھے کوئی تو سر میں کیوں بنے گا	سر سے پوچھے کوئی تو چکر میں کیوں بنے گا
پھرتی ہر وحشت لیے لگے ہو، مگر گویا نہیں	صدے ستے ستے پتھری جگر گویا نہیں
ہی بلانا زل تو کس پر ہی نظر گویا نہیں	کاہلی کیوں دشمن زربے خبر گویا نہیں
ریخ کا طوفاں جو اکثر ہے تو اکثر ہی سہی	عیش کا سماں جو کتر ہے تو کتر ہی سہی

ہا ہتا ہر دل کہ غم جائے گرجائے تو کیوں؟	زندگی خواہاں کہ چین آئے گرائے تو کیوں؟
ہاتھ پھیلا ہے کہ زربائے گریبے تو کیوں؟	بخت چاہے تو وہ دن لائے گر لائے تو کیوں؟
بے اثر کیونکر ملے کچھ بے طلب کیونکر ملے	بے ہنر کتر ملے کچھ بے سبب کتر ملے
کوئی کال ہو کے کیوں چپ سُن پٹے دل تو ہی ہوا	کوئی کیوں تنا جہالت پر اڑے دل تو ہی ہوا
کوئی خود ہی کھائے کیوں جھکے کٹے دل تو ہی ہوا	کوئی کیوں آخر زمانے سے لڑے دل تو ہی ہوا
بیخودی میں کیوں کیس دن فکر کیوں کوتاہ ہو	علم کیوں ہو غیر ممکن عقل کیوں گمراہ ہو
کیوں نہیں آتی ہر غیرت تو تو ہر آنے کی چیز	دل کو ادا امید بہلا ہی یہ بہلائے کی چیز
جا چکی عورت کہ حتی افلاس میں جائے کی چیز	میں دکھا دیتا جو حسرت ہوتی دکھلائی کی چیز
اوہوس تو دل سے نکلے کوئی ایسا دن بھی ہے	اوہنا تو برائے کیا کبھی ممکن بھی ہے
کیا کہوں ٹھوکر پہ ٹھوکر دم بدم کھاتا ہوں میں	کھاکے ٹھوکر جب کہیں گرتا ہوں غم کھاتا ہوں میں
کچھ سوا انکے جو کھاتا ہوں قسم کھاتا ہوں میں	اُسپر بھی جو ٹٹی کاشک رہتا ہر کم کھاتا ہوں میں
کیا بجز حسرت کے کچھ میرے مقدر میں نہیں	کیا کرم کا کال ہے اللہ کے گھر میں نہیں
میں اکیلا ہی نہیں بیس ہوں ساری قوم ہر	دکھ کی ماری قوم ہر آفت کی ماری قوم ہر

منہ سے کہہ دینے کو یوں کہہ دو کہ ہماری قوم ہی	لیکن آنکھوں میں سبک سے ہماری قوم ہی
سیکرٹوں محتاج ہیں جنکے کہیں گھر بھی نہیں	اگر اگر ہے بھی تو اس میں خاک پتھر بھی نہیں
کچھ پریشاں حال ادھر ہیں کچھ ذلیل فواراؤں	رو رہے ہیں دو ادھر چلا رہے ہیں چار ادھر
غم کے پٹے فاقہ کش مجبور ادھر بہاؤ ادھر	زندگی اس حال میں مشکل ادھر دشوار ادھر
زندگی ہو بھی تو کیا وہ موت کے کچھ کم نہیں	کہہ رہی ہیں فستیں یا تم نہیں یا ہم نہیں
جسے دنیا کو ملا ڈالا وہی یہ قوم ہے	سرکشوں سے جو رہی بالادہی یہ قوم ہے
جسے جیتا ہر طرف بالادہی یہ قوم ہے	سُنے سُنے حضرت والادہی یہ قوم ہے
ہر طرف بیل اس کی پہلی ایشیا کے کھیتے	بھکی بوج بنے جب نکلی عرب کے ریتے
کفر کی ظلمت نے جب پہناں کیا طینا کا نور	جہل نے سچا عیر کی عزت میں جب ٹالاف نور
لڑکھڑائے اور بہکے نشہ غفلت کے چور	کالے کوسوں ہنسے اللہ کی چوکھٹے دور
آئی تب اللہ کی رحمت نبیؐ کے بھیس میں	روشنی فاران کی چوٹی سے پہیلی دیں میں
<p>۱۔ ایشیا جیسے عرب واقع ہے۔ یہ دنیا میں مثل یورپ۔ افریقہ۔ امریکا اور آسٹریلیا کے ایک براعظم ہے۔</p> <p>۲۔ کوہ سینا جسکو حضرت موسیٰ اور قوریت پاک سے نسبت ہے کوہ ساینو جسکو حضرت عیسیٰؑ اور یحییٰ پاک سے نسبت ہے۔</p> <p>۳۔ نبی جناب رسالت مآب محمد مصطفیٰؐ ۴۔ کوہ فاران کہ معظمہ کا پہاڑ</p>	

رشتہ اسلام سب رشتوں سے بڑھ کر ہو گیا	غیر بھی تھا جو مسلمان وہ برادر ہو گیا
رحم بیکس پر مسلمانوں کا جو ہر ہو گیا	فیض کا چشمہ بنا جو صاحبِ رہ ہو گیا
رحم کے شاہد زمانے میں ہیں آثارِ دمشقؑ	پیتے تھے اسلام کے صدقے میں کفارِ دمشقؑ
گھر میں بیٹھے کب ہماری قوم کو آرام تھا	کل ملا یا آج ٹیگیں کے کناں لے لام تھا
پھیلنا شیوہ ہمارا اور بڑھنا کام تھا	بلکہ ہم سے منبر لوں آگے ہمارا نام تھا
ریتِ افریقہ کی پانی تھی ہمارے سامنے	شوکتِ کسریٰ کہانی تھی ہمارے سامنے
ایک ہی دنیا میں تھی یہ قوم اپنے نام کی	ہر طرف پھیلانی اس نے روشنی اسلام کی
عالمِ ایجاد میں جو بات کی وہ کام کی	روم میں ڈنکا بجایا بہور کر دی شام کی
چلنے والے سیکڑوں کا فربتوں کی راہ کے	اسکے دم سے نام لیوا ہو گئے اللہ کے
ہم جہاں پہنچے وہاں کا پاپ سارا کٹ گیا	منہ چڑھا کوئی اگر شامت کا مارا ہٹ گیا
ظلم کا دریا بڑھا تھا جس کا دھارا گھٹ گیا	کفر کا گیسو زمانے کا سنوارا لٹ گیا
<p>۱۰۰ دمشق کے مجذوم اور مجبور یہودیوں اور عیسائیوں کی واسطے خلیفہ دوم نے زمانہ خلافت میں سفرِ دمشق کے وقت بیت المال سے وظیفے مقرر کیے تھے ۱۰۰ ملایا۔ افریقہ کا مشہور دریا ۱۰۰ ٹیگیں سپہیں کا مشہور دریا۔ ۱۰۰ کسریٰ۔ نو شیراز عجم کا بادشاہ ۱۰۰ روم یعنی اٹلی جو یورپ میں ۱۰۰ شام ایشیا کا مشہور ملک۔</p>	

	سرکشی کے ساتھ جو ہم سے پھرا ہم سے گرا کنگرہ ایوانِ نخوت کا گرا ہم سے گرا	
دفترونیاس میں خلاق معانی ہم ہوئے خلق میں استاد طرزِ خوش بانی ہم ہوئے		باغِ اعزاز و شانِ حاکمانی ہم ہوئے عالمِ ہستی میں آزادی کے بانی ہم ہوئے
	صاف ہم نے کی جہاں میں شاہراہِ عدلِ داد ہیں دمشق و مصر کے گرجے گواہِ عدلِ داد	
ہم جو پہلے مے مٹی دنیا سے مستی مٹ گئی شرک جو پھیلایا ہوا تھا اُس کی ہستی مٹ گئی		ہم جو پہلے مے مٹی دنیا سے مستی مٹ گئی کفر جس بستی میں لایا رنگِ بستی مٹ گئی
	خلق میں دفترِ کشی گویا کبھی تھی ہی نہیں تھی جہاں نیکی ہی تھی گویا بدی تھی ہی نہیں	
ہم تھے اہلِ علم ہم اہلِ تسلیم دنیا میں تھے خالقِ جرات سے سیفِ اللہ ہم دنیا میں تھے		ہم تھے اہلِ علم ہم اہلِ تسلیم دنیا میں تھے ہم تھے بڑے ہر کرتے ہیں سب ہم سے کم دنیا میں تھے ہاتھ اگر دو تھے تو ہم تیغِ دو دم دنیا میں تھے
<p>لے آزادی۔ جب طارق بن زیاد فاتح اسپین راڈک پر فتح حاصل کی تب مالطہ و لادار السلطت اسپین کے لوگوں نے صلح اور امن کی منہائی۔ طارق نے پوری مذہبی آزادی اُن کو دی اور انہیں کا قانون اُنکے واسطے جاری رکھا۔</p> <p>۱۱۷۰ء دمشق میں عبداللہ الولید نے گرجا کا ایک حصہ مسجد میں شامل کر لیا تو عیسائیوں کی فریاد پر ضیفہ عمر ابن عبدالعزیز نے مسجد سے اُس قدر حصہ نکال کے پھر انکو گرجا بنالینے کی اجازت دی ۱۱۷۵ء مصر میں علی بن سیمان نے نصرانیوں کے تمام گرجے دہلیے تھے جنکو عیسیٰ بن مرسی نے پھر بیت اللہ کے بنوایا لیکہ خالد بن ولید جنکو جنابِ سالت مآب نے سیف اللہ کا لقب دیا تھا۔</p>		

	<p>ہم فضیل اور ہم تھے ابراہیم کیا ہم میں نہ تھا جو ہنر ہم میں نہ تھا وہ سارے عالم میں تھا</p>	
<p>خلق ہم میں تھا وفا ہم میں تھی بہت ہم میں تھی زور ہم میں تھا ہنر ہم میں تھا شوکت ہم میں تھی</p>	<p>علم ہم میں تھا حیا ہم میں تھی عفت ہم میں تھی دولت ہم میں تھا زہم ہم میں تھا دولت ہم میں تھی</p>	
	<p>جان ڈالی علم کے مردہ بدن میں ہم وہ ہیں بستیاں آباد کر دین جاکے بن میں ہم وہ ہیں</p>	
<p>شہر دالے ہی نہیں بدروی بھی تھے اکثر فصیح اس سے وہ بڑے فصیح اور اس سے بڑے فصیح</p>	<p>تھے ہمیں لانے ہوئے دنیا میں دنیا بھر فصیح ایک دو کا ذکر کیا ملتے تھے گھر کے گھر فصیح</p>	
	<p>تھا بجا علم ادب پر گر عرب کو ناز تھا کیا ادب چمکا تھا جس پر خود ادب کے ناز تھا</p>	
<p>حرف ہم سے آگیا یونانیوں کی شان پر قدر کی بجلی گری جرجھائیوں کی جان پر</p>		
<p>لے فضیل بن عباس کی علم و زہد میں گائیہ وقت لے ابراہیم اور ہم مشہور درویش۔ علامہ عصر ابراہیم بن ثابت اندلسی جو مشہور میں پیدا ہوا اور مشہور مقام سرگوسا اسنے انتقال کیا۔ ابراہیم موصلی ہاروں رشید کا مشہور معنی۔ لے بدوی سے مراد وہ چرواہا لاکا جسے خلیفہ ہشام بن ملک سے نہایت شوقی اور بیباکی کے ساتھ گفتگو کی اور جب خلیفہ نے اسے قتل کا حکم دیا تو اس نے بڑی فصاحت سے چند اشعار پڑھے ہشام چڑک گیا اور خوش ہو کے اسکے خون سے درگزر لے یونان یورپ کا مشہور جزیرہ جہاں بڑے بڑے حکماء پیدا ہوئے اور مسلمانوں نے انکے فلسفہ کو رد کیا اسکے علاوہ یونان پہلے ایرانیوں کی پھر ترکی کی حکومت میں آیا آباد رہے جو جانوروں منفوج اور مغلوب ہونیکے بعد اس کے یکے پھر مسلمانوں کے ساتھ بغاوت کی تو یزید بن مہلب نے قسم کھائی کہ انکے خون سے پن چکی چلا کے اسکے پیسے ہوئے اٹے کی روٹی کھا کے تب دم لیکھا اور پھر فتح کر کے قسم کو پورا کیا۔</p>		

شکر پر آفت پڑی ایسی کہ بستی جان پر	پھر گیا پانی جہاں میں کفر کے طوفان پر
وہ مسیحیہ کی عنت اک فسانہ رہ گئی	رومیوں کی پچھلی نخوت اک فسانہ رہ گئی
جب کہانت کی گٹھاسائے عرب بچھائی تھی	روشنی ہم نے وہاں اسلام کی پھیلائی تھی
فتح قبضہ میں ہمارے بنے خنجر آئی تھی	فطرت اپنے ساتھ ہمت اور جرات لائی تھی
پھرتے تھے کھلتے ہوئے دنیا میں گھر گھر کی ہوا	گاہ سنداں کی ہوا تھی گاہ بربر کی ہوا
عدل سے امن اور راحت کو ترقی پہنچے دی	کھود کر نہریں زراعت کو ترقی پہنچے دی
ہو گئے صنایع صنعت کو ترقی پہنچے دی	بن گئے تاجر تجارت کو ترقی پہنچے دی
ہم سے رتبے بڑھ گئے تھے کس قدر پہنچے	یاد کرتے ہیں ہمیں اب تک کھنڈر سپین کے
<p>سلف مسیحیہ روم کا مشہور شہر جبکہ مسلمان عبداللہ کے فتح کیا تھا سنداں کو فضل بن ہارون نے ہارون کے زمانے میں فتح کیا تھا بعض مورخین نے اسکو سند خیال کیا ہے جو ہندوستان میں ہے، سلف بربر۔ جو عظیم افریقہ کا شمالی حصہ ہے فتح کے بعد صلح کے ساتھ مالکساندلس میں جہاں مسلمانوں نے یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ عہد نامہ لکھا وہاں مسلمانوں کے برابر عدل۔ اس اور راحت کی شرطیں لکھیں کہ نہریں جو مسلمانوں نے کھودی تھیں انکا وجود اب تک گراناؤا۔ مرشیا اور الدنیا کے میدانوں میں باقی ہے جب مسلمانوں نے عراق۔ شام۔ عجم۔ افریقہ اور یورپ یعنی دنیا کے عظیم حصے پر حکومت چلائی تب صنعت برآمد ہوئے یہاں تک کہ زبیدہ خاتون کو اس کے پاس ہزار اشرفیوں کا تھال بنانا تھا۔ لکھنیاں۔ زمکین خیشے۔ آلات جبرئیل۔ آلات کشیدہ عرق۔ چھاری قطب نما۔ غمراہ تہیں کل ہوئے۔ دھوپ چھاؤں کی طرح ان صنایع پر توجہ کی کہ سیلون یعنی لکھا وغیرہ میں مسلمان تجارت دلیہ سے پہنچے تھے کہ اسپین کو علی صنعتی اور تعمیرات کی ترقی سے مسلمانوں ایسی وقت دی تھی کہ انجل کے مونیخ اسپر فوس کرتے ہیں اور اس کی حالت یورپین حکومت میں ابھی نہیں ہے۔</p>	

عدل گر انصاف ہما عدل گتر تھا کوئی؟	او فصاحت بول تو ہما سخمو تھا کوئی؟
تو بتا او زر کہ ہما صاحبہ تر تھا کوئی؟	اوج تو کندے جہاں میں ہمسے بڑکرتھا کوئی؟
اعت ایل اینوں میں او غیر ونیں کسے دم سے تھا	ہمسے پوچھو ہمسے تھا ہمسے قسم لوتیم سے تھا
حکمت مردہ میں آئی جان کس کی داسے	خلق کے وحشی ہوئی انسان کس کی داسے
بڑھکے پھیلا ہر طرف ایمان کس کی داسے	گھٹ گئی ٹائلس کی ساری شان کس کی داسے
علم کی دنیا میں کس نے نی ارسطو کی جگہ	کون تھا اٹلی میں جس نے نی ارسطو کی جگہ
نور حق اشرو سنہ میں جلوہ گر کیوں کر ہوا	بول او سسلی کہ تو زیر و زبر کیوں کر ہوا
قہر نازل سر زمین کفر پر کیوں کر ہوا	ہاں ہوا میحار سائیں کچھہ مگر کیوں کر ہوا
<p>۱۔ عبد الرحمن بن عبد اللہ نے اپنے قانون حکومت میں قرطبہ کے یہودیوں اور مسلمانوں کے حقوق برابر رکھے تھے۔ ۲۔ حکمت جو مردہ ہو گئی تھی سکوروم سے کتب خانہ ایک مسلمانوں نے پھر زندہ کیا۔ ۳۔ یورپ جو اسوقت وحشی اور جاہل تھا اسنے مسلمانوں کے علمی مدارس میں تعلیم حاصل کی۔ ۴۔ ٹائلس جو کابل عرب تالیس کہتے ہیں شہر طاکا نامی حکیم جسے وہاں سب سے پہلے فلسفہ یونان کے مسائل بیان کیے تھے ۱۵۰۰ء ابن رشد اندلسی جسکی فلسفہ نے اٹلی میں اسقدر ترقی کی تھی کہ اگر کوئی وہاں ارسطو کا نام لیتا تھا تو لوگ کہتے تھے کہ ہم ارسطو کو نہیں جانتے۔ ۵۔ ہمارا استاد ابن رشد ہی ۱۱۹۵ء اشرو سنہ کا بادشاہ کا دس چوبیسوں رشید زمانہ میں مسلمان ہوا تھا۔ ۶۔ نامی جزیرہ سسلی جو ۱۲۸۵ء یعنی ماموں رشید کے زمانہ میں فتح ہوا تھا ۱۵۰۰ء میحار ساسر حد درجہ کا جزیرہ جسکو مسلمانوں نے عبد الرحمن بن حکم یا حکم کے عہد میں تہ و بالا کیا تھا۔</p>	

	سڑکی جسے عجم کی آگ بڑھ کر ہے وہ کون لے لیے دنیا سے جسے تاج چڑھ کر ہے وہ کون	
قرطبہ سے کوئی سُن لے داستانِ اسلام کی عالمِ ایجاد میں جرات تھی جاںِ اسلام کی	جہاں کے پوچھے مسجدِ عالی سے شانِ اسلام کی یتیم پر قبضہ کیے تھی آن بانِ اسلام کی	
کشتیاں اپنی جلا دیں آپ ہی جرات یہ تھی میانِ تلواروں کے پھینکے توڑ کر غیرت یہ تھی		
ہر طرح سے خلق کی حاجت روائی ہمنے کی ناخدا ای کیا جہازوں پر خدائی ہمنے کی	ملک میں کھلے شفا خانے بھلائی ہمنے کی قطب کو نظروں میں رکھ کر رہنمائی ہمنے کی	
<p>اس عجمِ خلافتِ دوم کے زمانہ میں فتح ہوا تھا ملکہ طارق بن زیاد نے جب ٹولیدہ کو فتح کر کے قبضہ کیا تو شاہانِ گزشتہ کے ۲۵ تاج مکمل پائے ملکہ قرطبہ اسپین کا عظیم الشان شہر جس میں مسلمانوں کی ۷۰۰ مسجدیں اور ۹۰۰ حمام تھے ملکہ مسجد جامع جسکی بنیاد ۱۰۰ سالہ میں عبدالرحمن نے ڈالی تھی اور ہاشم بن عبدالرحمن کے زمانہ میں تعمیر پوری ہوئی اسکی چھت ایک ہزار ترانوں سے سنگ مرمر کے ستونوں پر تھی اور دو ہزار سات سو تھیں دروازے ہوتی تھیں نو دروازے اور پڑا چھٹا سترہ سالہ ۹۰ سالہ میں جب طارق بن زیاد نے انحصار میں پہنچا کر اسپین کے جبل طارق پر فوجی مقام کیا تو جرات کے جوش میں اپنی کشتیاں جھکے فدیے سے فوجِ اسلام اُترتی تھی خود جلا دیں تاکہ مسلمانوں کو بھاگنے کی راہ نہ رہے اور آخر فتح حاصل کی اسی سے اس پہاڑ کو اہل عرب جبل الفتح بھی کہتے ہیں ملکہ جب ٹیڈا کے لوگوں کو گروہِ فوج کی مدد سے ۱۰۰۰ مسلمانوں کے ساتھ بغاوت کی تو عقبہ بن نافع اور تمام ہلاک فوج نے قہر ہو کر اپنی تلواریں نکھیں ان توڑ کے پھینک دیئے اور یہ جنگ عظیم کے بعد فتح حاصل کی ۱۰۰ سالہ میں عبدالرحمن بن امیہ نے اور عبدالرحمن بن نصر بن عبدالرحمن نے شفا خانے کھولے تھے جہاں کھانا پینا اور تمام سامانِ آسائش بیماروں کو واسطے ہوتا رہتا تھا وہ جہازی قطب کے مسجدِ مسلمان ہیں۔</p>		

	ساتھ ساتھ اپنے لیے فن اور ہنر جالتے تھے ہم علم آگے آگے جاتا تھا جہر جالتے تھے ہم	
خلق کے آرام کا اسلام ضامن تھا کبھی البحر انہ پر نہیں اب زور لیکن تھا کبھی	انتظام ملک آسانی سے ممکن تھا کبھی ہم تھے اور جبر الہر دنیا میں وہ دن تھا کبھی	
	اندلس کی سرزمین آباد تھی اسلام سے گو نج اٹھا تھا ملک یورپ کا عرب کے نام سے	
زر سے بڑھ کر تھی جہاں میں ہم کو قدرِ مالِ علم قرطبہ میں ہم سے پہونچا اوج پر اقبالِ علم	ساری فکر وں سے سوا تھی فکرِ اتصالِ علم حال مروانی ہے دنیا میں گواہِ حالِ علم	
	ملک کو پہنچے فلاحیت سے دیئے معقول بھل اندلس کی سرزمین لائی عرب کے پھول بھل	
<p>ملک ملک البحر انہر جہاں دریا سے اتر کر ابو یوسف یعقوب الفسوی ہشتم پر فتح حاصل کی تھی ملے جبر الہر جبر کو عربی میں جبل طارق اور جبل لفتح کہتے ہیں جہاں ۵۷۱ھ جب ۱۱۷۹ھ کو طارق بن زیاد فاتح اسپین پہونچے تھے اور یہیں سے گوڈالیرٹ (غادلت) کے بادشاہ راڈرک پر فتح حاصل کیے مسلمان اسپین میں پھیلے تھے ملے اندلس اہل عرب نے اسپین کا نام رکھا تھا ملے مروانی مسلمانوں کے کتب خانے کا نام تھا جسکو حکم بن عبدالرحمن سوم نے قائم کیا تھا۔ اس کی فہرست بڑی قیطع کے کاغذ کی چوالیس جلدوں میں تھی ۵۷۱ھ عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام جو ۱۱۷۹ھ عیسوی میں داخل قرطبہ ہوئے انھوں نے علم فلاحیت کی قوت سے اندلس میں عرب کے میوے انار اور خرے وغیرہ لگائے اور وہ پھولے پھلے۔ آج بھی لندن کے سیرین سسٹر کالج کی تعلیم میں عرب کی اس فلاحیت کا تذکرہ موجود ہے۔</p>		

لطف حاصل چاہیں آئیں چاہیں جائیں ابھرو منزلوں میں پائیں جب ہماں سرائیں راہرو	راہ چلتے کھائیں پیروں کی بوائیں راہرو چین سے کھائیں پئیں اور پئیں بچھائیں راہرو
بدلے دشواری کے آسانی مسافر کے لیے نہر سے پھیلا ہوا پانی مسافر کے لیے	
علم تھا ہم سے معزز جہل تھا ہم سے ذلیل ہم نے دنیا کو دکھائی فوت جزئیات	ہیں درختوں کے قلم علم فلاحست پر ذلیل ہر طرف شکر لیں بنائیں اور گائے انیسویں
چین خلقت کو دیاراحت سے چین کے لیے نل گاکر صاف پانی لائے پینے کے لیے	
بصرہ و بغداد تھے دنیا میں دگر علم کے در کھلے اسکندریہ سے جہاں پر علم کے	اصفہان سے لوگ لیجاتے تھے جو ہر علم کے تھے دمشق و قیروان و قرطبہ گھر علم کے
<p>۱۔ نہروں اور ہماں سروں کی تعمیر میں زبیرہ خاتون زوجہ ہارون رشید عباسی نے سترہ لاکھ اشرفیا صرف کی تھیں ۲۔ درخت کے قلم کا موجد عبدالرحمن بن معاویہ ۳۔ ابو النجاشی یوسف محمد چہارم نے غراطہ میں جزئیات کو بڑی ترقی دی اور بہت کچھ ایجاد کیے ۴۔ عبدالرحمن بن معاویہ نے ۵۰۰ھ میں عبدالرحمن بن معاویہ نل گاکے شہر قرطبہ میں پہاڑ کا صاف پانی لایا تھا ۵۔ بصرہ حجاز مشہور شہر اور دارالعلم ۶۔ بغداد خلفائے عباسیہ کا دار الخلافہ جسکو منصور و ہارون نے ۷۵۰ھ میں آباد کیا تھا یہ ایسا مقام تھا جس کی تاریخ خطیب نے ۷۲ جلدوں میں لکھی تھی ۸۔ اصفہان ایران کا مشہور شہر - ۹۔ اسکندریہ ملک مصر کا مشہور شہر ۱۰۔ دمشق ملک شام کا پرانا اور مشہور شہر ۱۱۔ قیروان افریقہ کا مشہور شہر</p>	

<p>طب سائنس کی جہاں میں جسکا ڈنکان بج گیا ہر عرب دنیا کو اس سامان سے ہوجا گیا</p>		<p>ہم وہ سورج ہیں کہ چمکے اور سحر کی شام علم ہم ہماری ذات سے لوگوں میں قائم نام علم</p>	
<p>روم سے جس نے کتب خانہ لیا ہم میں ہی جس نے پچھلی نظم کو رد کر دیا ہم میں ہی</p>		<p>ہم نے ابجد کو بخشا دیہ میں عزت کا تاج یہ ریاضی علم کی دنیا میں اب جسکا ہے راج</p>	
<p>علم اقلیدس کا یورپ میں عرب ہی سے گیا ہاں ادب اسلام کے علم ادب ہی سے گیا</p>		<p>لہ سائنس نو مملکت اطالیہ (اطلی) کا مشہور شہر جہاں مسلمانوں نے طب کا علمی اور عملی دارالعلم قائم کیا تھا اور یورپ والوں نے دیہ سے طب حاصل کی لہ کاغذ کا موجد ہارون رشید کا وزیر جعفر برکی ہے لہ روم کا کتب خانہ جس میں پچھلے حکمران کی کتابیں تھیں اور کئی سلطنتوں سے مقتول رکھا گیا تھاموں رشید اسکو لے کے علوم کو پھر زندہ اور صاف کیا لہ حکیم ابن طفیل لقیسی جس نے لہ میں بمقام مراکش انتقال کیا نظم بطیموسی کو رد کر کے جدید نظم کا موجد ہوا - لہ ابجد کے موجد مسلمان ہیں لہ لیونارڈو اطلی کا سوداگر جس نے لہ میں عربی کی کتاب پائے اُسی سے لیٹن میں کتاب لکھی لہ ڈاکٹر روزن جس نے لہ میں موسیٰ کی کتاب جبر مقابلہ کا انگلستان میں ترجمہ کیا -</p>	

ہم ہوتے موجد تو پھر ہم کو یہ حیرت کس لیے	دیکھ کر گھڑیوں کو یورپ کی شہرت کس لیے
مسئلہ چھانا ہی ہم نے پھر یہ محبت کس لیے	ارض کی گردش کے قائل سے ہی نفرت کس لیے
جس کو کہتے ہو ابو ریحان مسلمان ہی تو تھا	ارض کی گردش کا قائل ہاں مسلمان ہی تھا
دہریہں چمکا نجوم اور شانِ ہیبت بڑھ گئی	کیمیائی قوتوں کی ہم سے قوت بڑھ گئی
ساری دنیا سے عربِ اولوں کی ہلکت بڑھ گئی	ہند سے اوج پایا اور صنعت بڑھ گئی
نحوئے مضبوط کر دی ہم نے بنیادِ علوم	نحو کیا ہی سینکڑوں ایسے ہیں ایجادِ علوم
بڑھ کے قابلِ سب سے علمی کا رخا نے میں ہوا	جب عرب مصروفِ طاقت کے جتا نے میں ہوا
نامور لیکن عربِ ثقت بڑھانے میں ہوا	چین کو تیاری کا موجد زمانے میں ہوا
<p>۱۵ گھڑی سب سے پہلے خلیفہ ہارون رشید نے شاہِ فرانس کو بطور تحفے کے بھیجی تھی جو عجائب خانہ پیرس میں اب بھی موجود ہے اور جامع مسجد دمشق میں بھی مسلمانوں کی بنائی ہوئی گھڑی موجود ہے۔</p> <p>۱۶ حکیم ابو ریحان زمین کی گردش کا قائل تھا جسے شیخ الرئیس بوعلی سینا سے مسئلہ میں بحث کی تھی ۱۷ مصر، ہندوستان، ایران اور یونان ترقی میں بلند نام ہیں جنکے بعد عرب کے مسلمانوں نے ترقی کا پھر پرا اڑایا ۱۸ نحو کے موجد مسلمان ہیں ۱۹ تفسیر اور کلام وغیرہ سب سے علوم خاص مسلمانوں کے ایجاد کیے ہوئے ہیں ۲۰ چین تیاری کا موجد ہے لیکن عرب نے سس کو ترقی دی۔</p>	

نحو کی سب سے بہت سی ایجادِ علوم

	<p>علم اسماء الرجال اسے نکالادہر میں ہو گیا تیاج کافن سبک بالادہر میں</p>	
<p>وہ عرب کے علم کا یورپ میں جانایا دہی دل کو خوب اسکندریہ کا زمانایا دہی</p>		<p>تھے جہاں استاد ہم وہ کارخانہ یاد ہے نام غناطہ کا اور اس کا فنا یاد ہے</p>
	<p>اصفہاں میں شان علم اور قیرواں میں شان علم اصفہاں تھا جان علم اور قیرواں ایمان علم</p>	
<p>مصر کا دفتر پرشاں ہو گیا تھا یا نہیں گل چراغ علم یونان ہو گیا تھا یا نہیں</p>		<p>فلسفہ کا دیس دیراں ہو گیا تھا یا نہیں گم جہاں سے اوج ایراں ہو گیا تھا یا نہیں</p>
	<p>نام اسکندر ہوا زندہ تو پھر ہم سے ہوا ذکر افلاطون کا پھر اسلام کے دم سے ہوا</p>	
<p>رفتہ رفتہ اُن کو کیڑے چاٹ جاتے اے حضور بزم شہرت میں نہ پھر لقمان آتے اے حضور</p>		<p>لوگ ارسطو کی کتابوں کو نہ پاتے اے حضور ہم نہ مخفی جو ہر دلی کو گر بتاتے اے حضور</p>
<p>اے علم اسماء الرجال کے موجب مسلمان ہیں اے غناطہ مسلمانوں کے عہد میں بہت آہستہ مقام اور دارالعلم تھا اے اسکندریہ بھی دارالعلم تھا اے صنفان بھی دارالعلم تھا جہاں نظام الملک نے مدرسہ قائم کیا تھا شہ قیرواں افریقہ میں دارالعلم تھا اے اسکندر مشہور قناح جو مقدونیہ کا حکیم تھا اے افلاطون یونان کا مشہور حکیم سقراط کا شاگرد جو حضرت عیسیٰ سے ۴۰۰ برس پہلے گزرا ہی شہ لقمان یونان کا مشہور حکیم جو حضرت عیسیٰ سے چھ سو برس کے قریب پیشتر گزرا ہی۔</p>		

<p>جسے مُردوں کی زندہ وہ ہر شانِ عرب مانے یورپ اس سیحانی پر احسانِ عرب</p>	
<p>خیر جاری جسکو کہتے ہیں ہمارا کام تھا مختصر یہ ہے کہ دریائے کرم اسلام تھا</p>	<p>کوئی مُنگا نہ بھوکا پھین تھا آرام تھا رحم تھا تو عام تھا اور فیض تھا تو عام تھا</p>
<p>رحم سے نام و لید اب تک ہر اک غرت کی چیز فیض سے ہمدی کی شان اب تک ہے اک شہر کی چیز</p>	
<p>اب نہ بسن ہے نہ غنا ظنہ وہ بعد اس ہے لے فلک بیدار ہے بیدار ہے فریاد ہے</p>	<p>خواب کی سی بھولی بسری بات کوئی یاد ہے لے خدا فریاد ہے فریاد ہے فریاد ہے</p>
<p>ہم نہ رکھتے ہیں بھوانی اور نہ کالی لے خدا ایک تو ہے ہم مسلمانوں کا والی لے خدا</p>	
<p>ساری دنیا شادیاں اللہ ہم نا شاد ہیں نہر سچوں اور مراغہ ہم کو اب تک یاد ہیں</p>	<p>ہم سے جو سیکھے تھے کل دنیا میں آج اُستاد ہیں وہ بھی اب برباد ہیں اور ہم بھی اب برباد ہیں</p>
<p>لے ولید بن عبد الملک نے اپنے زمانہ خلافت میں حکم دیا تھا کہ اندر سے اور چہرے کے ساتھ خزانہ خلافت سے ایک ایک خادم مقرر ہو لے ہمدی بن ابی جعفر منصور عباسی نے وہ (۶۳۱) ہزار درہم فیاضی سے خرچ کیے جو خزانے میں جمع ہوئے تھے اور تمام آمدنی یونین صرف میں لا تارہا۔ اسنے ایک اعرابی کو ایک بار لاکھ درہم دیئے تھے لے بسن بنگال کا دار السلطنت لکھ غنا ظ (گراناڈ) اندس کا شہر شہر ۵۵ جو سیکھے تھے الخ یعنی اہل یورپ لے نہر سچوں پر علامہ غیاث الدین کا شانی پھر قاضی زادہ روی پھر علامہ قوشچی کی رصد رہی۔ لے مراغہ آذربایجان میں ایک شہر ہے جسکو مردان بن محمد نے آباد کیا تھا مراغہ میں رصد الخانی تھی جس میں محقق طوسی اور قطب الدین شیرازی صاحب رصد تھے۔</p>	

ماوراء النہر ہے لیکن وہ شاہی کہاں خطہ فاراب میں ہونصر فارابی کہاں	
کیا دکھائیں جو کیا تھا وادی سخت میں کیا سائیں جیت کے قصبے کہ اب ہیں میں	کیا بتائیں تھی رسانی کس قدر افکار میں کیا بتائیں ڈالے کیا زلزلے کس میں
اب کہاں و قلم کہاں وہ کوہ بیضا یا نصیب لطف انحضرت یا تقدیر لنگا یا نصیب	
وہ بخارا اور خیو کا مزاج آخر کہاں سرویا کل تک کہاں تھا اور آج آخر کہاں	وہ سمرقند اب کہاں اور اسکاتاج آخر کہاں مرو و دغستان ٹونس کا خراج آخر کہاں
لہ فاراب ملک ماوراء النہر کا شہر تھے طبقہ اسلام کا جلیل القدر حکیم معلم ثانی محمد بن محمد بن ترخان ابو نصر فارابی جس نے ۱۰۱۳ء میں مقام دمشق انتقال کیا تھے سنجار فرات اور دجلے کے بیچ میں میدان میں جہاں ماموں رشید کے عہد میں ہندو سین نے جمع ہو کر کتبۃ ارض کی پیمائش کی تھی تھے کسار سے مراد سلسلہ کوہستان اسٹوریہ جس میں سپین کی اسلامی فتح سے گہرا کے وہاں کے باشندے جا بے تھے بحیرہ کاسپین کے دکن جانب ایک پہاڑی جو پہلے ایران میں تھی اور اب روس کے پاس ہے تھے کوہ بیضا اندلس کے ایک پہاڑ کو اہل عرب کہا کرتے تھے بحیرہ انحضرت سپین میں ہے تھے لنگا میں تجارت کے ذریعہ سے پہنچ کے مسلمانوں کامیابی حاصل کر لی تھی ۱۰۱۳ء سمرقند جو ترکستان میں تیمور کا دار السلطنت تھا اور اب روس کے پاس ہے بخارا مسلمانوں کی خود مختار سلطنت تھی اب روس کی ماتحتی میں ہے خیو مسلمانوں کی خود مختار سلطنت تھی اب روس کی ماتحتی میں ہے تھے مرو وسط ایشیا میں ترکستان کا دار الحکومت جو ترکمانوں سے اب روس کے قبضہ میں لگیا ہے دغستان فتح علی شاہ کی جنگ سے بعد ایران سے نکل کے روس کے قبضہ میں لگیا تھے ٹونس ترکی کی ماتحتی سے نکل کے فرانس کی ماتحتی میں لگیا تھے سرویا سہ ماہی کی جنگ کے بعد ترکی سے نکل گیا اور اب وہاں خود مختار سلطنت قائم ہے۔	

	کچھ تھیں حال اریوٹاں کی خبر ہے یا نہیں کچھ تھیں تاریخ یونان پر نظر ہے یا نہیں	
کیا وہی ایران کی عزت ہے جو تھی پیشتر کیا وہی اب فائز کی وقت ہے جو تھی پیشتر		کیا خراسان کی وہی حالت ہے جو تھی پیشتر کیا مراکو کی وہی شوکت ہے جو تھی پیشتر
	اب کہاں وہ صاحب علم و عمل باقی رہے صرف کھیا نی نہیں ہنسنے کو ہم باقی رہے	
یا د آتے ہیں جریزوں کے وہ افسانے کبھی تاہم قند اندلس سے تھے رصد خانے کبھی		زور والا ہم کو بھی دیکھا تھا دریائے کبھی چلتے تھے دنیا کے میدانوں میں پمائے کبھی
<p>۱۔ اریوٹاں ایران سے کل کے روس کی حکومت میں گیا ۲۔ یونان پہلے ایران کی حکومت میں ہا پھر ترکی کی حکومت میں ہا اب آراو سلطنت ۳۔ خراسان جو ہیں کے مقتول ہوئیے پہلے ماموں رشید کا دار الخلافہ اور نصف خلافت بغداد کا دار الحکومت تھا ۴۔ ایران میں شیرازی سیح سلطنت تھی اور تہذیب کی ترقی میں بہت بلند نام پر لکھا مراکو جہاں کسی نام میں اسلامی شہنشاہی تھی اب بہت چھوٹی سی سلطنت ۵۔ فارغ ملک مانیہ کا دار الحکومت اور اسلامی سلطنت میں بڑا پر شوکت شہر تھا اب ذیل حالت میں ہو گئے اشارہ ہو چکی قوت کی جانب ۶۔ جزیروں کے مراکز اریوٹاں اور جزائر سسی ہیں جنکے دریا میں مسلمانوں کے ڈیڑھ سو بگی جازوں کا پیرا گشت کرتا تھا ۷۔ میدانوں سے بریر اور میدان کو فر کی جانب اشارہ ہو جہاں اہل اسلام ہندو سین نے جمع ہو کے ایک درجہ دار عظیمہ کی پیمائش کر کے محیط کرہ کو چومیں ہزار میل قرار دیا تھا ۸۔ مراغہ جو آذربائیجان کا شہر ہے اس میں ہلاکو خاں کی رصد تھی جسکو ایرانی کہتے ہیں مصر میں ابن یونس مصری صاحب رصد تھے۔ سمرقند میں غیاث الدین جبشہد کاشانی کی رصد تھی۔ شام میں ابن بطریق کی رصد تھی۔ بغداد میں خالد بن عبدالملک کی رصد تھی جسکو شرف الدولہ نے تکمیل تک پہنچایا تھا۔ قاصیون جو دمشق کے اتر جانب ہے وہاں ماموں رشید عباسی کی رصد تھی۔ صفہان میں احمد بن داؤد کی رصد تھی۔ محیط شرقی پر اربع بیگ کی رصد اور محیط غربی پر رصد تاجخو تھی۔</p>		

<p>دینیہ میں خوب ابو مروان کے ڈنکے بج چکے اب ہمارے پاس کیا ہے ہم تو سب کچھ تھ چکے</p>	
<p>دہریوں عباسیوں کا و فرات سے ہم وہ ہمارا اختیار القرب پر اللہ سے ہم</p>	<p>مقتدر کا وہ محل اور وہ شجر اللہ سے ہم علم و فضل اللہ سے ہم اور مال و زکوٰۃ سے ہم</p>
<p>وہ پڑھو اب کہاں اور وہ صاحب کہاں ہند میں وہ اندلس کے دن کہاں وہ شب کہاں</p>	
<p>وہ عرب کی شان یاد آتی ہے دن بھر رات بھر وہ عجم کی چوٹ تڑپاتی ہے دن بھر رات بھر</p>	<p>یاد آ کر ستم ڈھاتی ہے دن بھر رات بھر سیکڑوں چیزوں کو ترساتی ہے دن بھر رات بھر</p>
<p>۱۔ دینیہ یورپ کے ایک حصہ کا دار الحکومت ہے علامہ عبد الملک ابو مروان ابن محمد جو مجاہد صقلی حاکم دنیا کا نامی حکیم ۲۔ خلیفہ مقتدر باللہ عباسی نے بغداد میں تجارتی ہی شان شوکت سے بنوائی تھی جس کی انتہا نہیں اس کے حوض میں سونے کا درخت بنایا تھا جس میں مختلف جواہرات کے پھول پھل تھے اور شاخوں پر مختلف رنگوں کے مصلح طور اس ترکیب بنائے تھے جو ہوا کے بھرنے سے نغمہ سراں کرتے تھے۔ حوض کے ادھر ادھر سوار مختلف لباس کے سات سوار بنائے تھے جن کی حرکت ایک دوسرے کے مقابل میں محسوس ہوتی تھی ۳۔ پرنسپل کو اہل عرب القرب کہتے تھے ۴۔ علم و فضل کی یہ حالت تھی کہ ابن عقیل کی قاموس العلوم آٹھ سو جلدوں میں مرتب ہوئی تھی ۵۔ مال و زر کا اندازہ اس سے کیا جا کہ مقام طبرانی ملکت مصر کی ایک بڑی عورت نے ناموں رشید کو دوسرے کو وقت دس ہزار ہشہ فیاض ایک سہ کے سکے کی نذر دی تھیں ۶۔ بلوچ جزیرہ صقلیہ یعنی سسلی کا ایک شہر جہاں ایک تیر کے فاصلہ میں مسلمانوں کی دس دس مسجدیں تھیں۔</p>	

علم اور ثروت میں عباسی فضیلت اب کہاں	شان اسلام اب کہاں شان خلافت اب کہاں
تم ہو کیسے ہم ہیں کیسے اور عرب کیا ہی اب پیشتر اسلام سے جیسا تھا سب کیا ہی اب	
یاد ہی بعد ادبھی قصر خلافت بھی ہے یاد کی تھی جو خوارزم نے حاصل وہ عزت بھی ہے یاد	وہ خراساں اور صفاری حکومت بھی ہے یاد دہر میں سلجوقیوں کی شان شوکت بھی ہے یاد
مختصر یہ ہے کہ سب یاد لیکن کچھ نہیں ہم سے ممکن کچھ نہیں گو غیر ممکن کچھ نہیں	
۱۷ اشارہ ہے خلفائے عباسیہ کی جانب جو شان سلطنت کے ساتھ علم و فضل میں بھی کیا تھے ۱۷ اب عرب میں سوا بجز عزم کے مشرقی ساحل کے جہاں اطراف و جوانب کے لوگ آتے جاتے رہتے ہیں کہیں شائستگی نہیں رہی اور وہاں کی قومیں پھر جہالت کے اصلی مرکز پر جا رہیں ۱۷ بغداد کی شان و عظمت ایسی تھی کہ خطیب نے اُس کی تیغ بہتر جلدوں میں لکھی تھی ۱۷ بغداد کا قصر خلافت نہایت خوشنما تھا سبز گنبد کا نام قبة الخضر تھا اور دوسو چالیس فیٹ کے قریب بلند تھا ۱۷ صفار کے معنی ٹھٹھیر۔ یعقوب سلطنت صفاریہ کا بانی ٹھٹھیر تھا جس کے خاندان نے خراسان فارس اور کرمان وغیرہ پرتیس سال حکومت کی ۱۷ خوارزم یعنی سلطنت خیو ا جو چنگیز خاں کے تباہ کرنے سے پیشتر ایک جلیل القدر اسلامی سلطنت تھی۔ اب خان خیو اردوس کی ماتحتی میں ہے ۱۷ سلطنت سلجوقیہ جس کی بنیاد طغرل نے ۳۷۵ھ میں ڈالی تھی اور توینا جس کا دار السلطنت تھا جس کے خاندان کا سلسلہ سلطنت سلطان علاء الدین سلجوقی تک ختم ہوا جس کو ۶۹۹ھ میں تاتاریوں نے شکست دی تھی۔ اسی علاء الدین کے مرنے پر ۶۹۹ھ میں غیاثی سلطنت عثمانیہ کا بانی ارکان جانشین ہوا جو سب سالار تھا۔	

مدرسے سیرین کے بھولے ہم اگر ہند میں	بیٹھے ہیں علم و عمل سے جی چہ اگر ہند میں
پہل سوئی کے ہیں دے کون لا کر ہند میں	دن بسر کرنے پڑے اب خاک کھا کر ہند میں
<p>تو تھا سیدی راہ پانچ تھے سیدی راہ پر فیصلہ اس کا رہا اوہند اب اللہ پر</p>	
رنگ اب دنیا کوئی لائی تو ہم کو کیا خبر	قرص پر آفت نئی ڈھائی تو ہم کو کیا خبر

اے سیرن افریقہ میں ہے جہاں عقبہ بن نافع فاتح افریقہ نے ربیع پہلے بیت المال سے عام تعلیم کے مدرسے جاری کیے تھے اٹھ سو سلطنت اندلس کا شہر جہاں عبدالرحمن اموی نے عہدہ خلیفہ کیا تھا اسے مسلمانوں سے پہلے ہندوستان کی سوسائٹی کا کچھ اندازہ شاہ بابر کی کتاب مل سکتا ہے۔ بابر کو ہندوستان اور یورپ دونوں نے سچا اور بہادر تسلیم کیا ہے۔ اُس نے اپنی لائف (سو انجمری) خود لڑکی میں لکھی تھی۔ جس کا ترجمہ خانخاناں نے فارسی میں اور سرولیم اریکسن نے انگریزی میں کیا۔ وہ ہندوستان کی ناشائستہ حالت جو ۱۵۰۰ء میں تھی مختصر طور پر یوں لکھتا ہے: "ملک ہند کی لطافت میں کمی واقع ہے۔ نہ یہاں حسن ہے نہ میل جول کا لطف۔ نہ ادراک نہ ادب نہ کرم نہ مروت نہ سزا نقص ہیں۔ کاموں میں موزونی ہے نہ خوبصورتی۔ گھوڑے اچھے نہیں۔ گوشت اچھا نہیں۔ انگور۔ زبرد۔ اور میوے اچھے نہیں۔ نہ ہر ہر ٹھنڈا پانی نہ بازاروں میں اچھا کھانا ملتا ہے۔ نہ مدرسے ہیں نہ حمام نہ شمعیں نہ شمعدان۔ صرف ایک کثیف ڈیوٹی ہے۔ دریاؤں چشموں اور نالوں کے سوا باغات اور مکانات میں آب و ہوا انہیں عمارتیں نہ صاف ہیں نہ ہوا دار نہ خوبصورت نہ سڈول ہیں عوام بالکل ننگے پھرتے ہیں صرف نائے نیچے لٹکوتا باندھتے ہیں۔ عورتیں صرف دھوئی باندھتی ہیں اُدھی کر سے لٹٹی ہوئی اور ادھی بدن، اس حالت پر غور کر کے مسلمانوں کے زمانے کی حالت پر نگاہ ڈالی جائے بسکی ترقی کے نمونے تاج گنج وغیرہ آنکھوں کے سامنے ہیں۔ انصاف خود بول اُٹھے تو تعجب نہیں کہ مسلمانوں نے ہندوستان کو جو خوشکے لباس میں تھا ان نیت کا جامہ پہنایا۔ ۱۵۰۰ء قریب کا قلعہ جوڑکی کے پاس تھا اور ۱۵۱۹ء کی جنگ کے بعد عہد نامہ برلن کی پابندی سے روس کے تحت میں گیا۔

بیت حمرا پرچی کا تو ہم کو کیا خبر	کچھ بلا اسپین پر آئی تو ہم کو کیا خبر
	کیا ہوا روٹھایا کا حال اور تیر بول کیسی ہے روٹھیا کی چال اور تیر بول
وہ عراق اور اس کی شوکت کا اثر آئے نہ یاد سطوت افریقہ کے قصے مختصر آئے نہ یاد	کاش اونسیاں وہ پچھلا کر وفر آئے نہ یاد کا رہتا جینا کی وہ شان ظفر آئے نہ یاد
	مصر کو بھولیں ملال آئے نڈل کے آس پاس ابن یونس کا خیال آئے نڈل کے آس پاس
ہوں جہاں میں لیکن اعزاز جہاں کو بھول جائیں اُن کو بھولیں یا نہیں ہندوستان کو بھول جائیں	کاش ہم علم و ہنر کی دستاں کو بھول جائیں علم و فضل صفحانِ دینہ واں کو بھول جائیں
	کاش عباسی فضیلت کو بھلا دے حافظہ
<p>۱۰ اسپین کو مسلمانوں نے حد سے زیادہ ترقی دی تھی جو اب یورپ میں چھوٹی سلطنت ہے ۱۱ بیت حمرا خرماطہ کے ایوان شاہی کا نام جبکہ مسلمانوں نے اس عظمت سے بنایا تھا کہ یورپ کے سٹیج اب بھی اس کی سیر بہت دلچسپی سے کرتے ہیں ۱۲ رومانیہ جو ترکی کے پاس تھا اور اب الگ آزاد سلطنت ہے ۱۳ رومیلیا جو ترکی کے پاس تھا۔ اب نصف بالکل اور نصف بطور گورنری کے ہلگیریا کے تحت میں ہے ۱۴ عراق جس میں خلفائے عباسیہ کا دار الخلافہ بنوا تھا بعد کے دونوں طرف یہ ملک واقع ہے ۱۵ کا رہتا جینا نامی گرامی شہر جو حسن بن نعمان کے ہاتھوں فتح ہوا تھا ۱۶ افریقہ جبکہ اہل عرب حبش کہتے ہیں۔ ۱۷ مصر جو افریقہ میں ہے ۱۸ علامہ ابن یونس مصری جو مصر میں رصد کا محکمہ رکھتا تھا۔ ۱۹ قیروان افریقہ کا مشہور شہر جو مسلمانوں کے عہد میں ایک اہم علم تھا ۲۰ خلفائے عباسیہ کو باعتبار سلطنت اور علم کے جو فضیلت ہے وہ اسلامی سلاطین کے کسی طبقے کو کم ہے۔</p>	

کاش ترکی جاہ و شہرت کو بھلا دے حافظہ	
وہ نظامیہ کا حسن انتظام آئے نہ یاد صاحبیہ کا وہ جوش فیض عام آئے نہ یاد	جو بہت چمکا تھا نوریہ کا نام آئے نہ یاد حشر تک مستغریہ کا مقام آئے نہ یاد
سلسلہ تعلیم کا چھوٹا تو چھوٹا یا نصیب آسرا تہذیب کا ٹوٹا تو ٹوٹا یا نصیب	
کیا ہوئی تفسیر زہد اور رازمی پر تمام عہد ہاروں پر ہوا کیا علم دیں کا اختتام	کیا محمدؐ پر ہوا بس ختم جسمہ احمی کا نام فلسفی بننا تھا کیا صرف ایک ناموں ہی کا کام
<p>۱۰۰۰ سالہ ترکی سے مراد خاندان عثمانیہ جس کے سلسلے کے ساتویں سلطان محمد خاں ثانی نے بسم جہادی لاؤں ۱۰۰۰ سالہ یعنی ۱۰۰۰ء میں بڑی خوزیر جنگ کے بعد قسطنطنیہ کو فتح کیا تھا۔ اسے اپنے عہد میں بارہ سلاطین کے حاکم اور دوسو قلعے فتح کیے تھے۔</p> <p>۱۰۰۰ سالہ نظامیہ نظام الملک طوسی کے مدارس جو صفیان۔ ہرات۔ نیشاپور۔ بغداد اور بصرے میں تھے ۱۰۰۰ سالہ نوریہ شہر موصل میں نور الدین ارسلان شاہ کا مدرسہ تھا۔ ۱۰۰۰ سالہ صاحبیہ قاہرہ میں صفی الدین کا قائم کیا ہوا مدرسہ تھا۔ ۱۰۰۰ سالہ مستغریہ بغداد میں خلیفہ مستغریہ کا مدرسہ تھا۔ ۱۰۰۰ سالہ امام زہد جن کی تفسیر سوجلدوں میں لکھی گئی۔ ۱۰۰۰ سالہ امام فخر الدین رازی صاحب تفسیر کبیر۔ ۱۰۰۰ سالہ حکیم محمد رازی جس نے پہلا عمل جراحی یہ کیا کہ خناق کے بیمار کا حلق چیر کے تلی لگا دی تھی۔ ۱۰۰۰ سالہ خلیفہ یزید بن رشید عباسی ۱۰۰۰ سالہ خلیفہ ہارون رشید عباسی</p>	

ابن رشد اب کون ابن زہریم میں کون ہر بو حنیفہ فہم میں سعدی قلم میں کون ہر	
کون شیخ سافاضل خوش نصیب آخر کو کون ہے شیخ الرئیس ایسا بطلیب آخر کو	کون تم میں عامرہ ساہی ادیب آخر کو کون ہے عبد الملک ابن حبیب آخر کو
کان علم اب بھی ہو کیا کوئی میں گھر گھر کی زمین کیا ہے کثافت رموز اب بھی زرخش کی زمین	
ہو کے مفسس بیٹھے ہم دولت کی کھیتی گوڑ کر جھوٹے علم چھوڑی پاؤں اپنے توڑ کر	منہ کی کھائی جس سے کچھ مانگیں کھی منہ پھوڑ کر گھر کے کونے میں پڑے میدان کو فہ چھوڑ کر
<p>۱۰۰۰ حکیم ابن رشد جسے ارسطو کی کتابوں کو چھٹاڑا آج سے دو سو برس پہلے اٹلی کی تعلیم گاہوں میں بجائے ارسطو کے اسی ابن رشد کی فلسفہ پڑھائی جاتی تھی ۱۰۰۰ ابن زہراندس میں دو نامی گراچی حکیم گذرے ہیں ایک عبد الملک ابن زہر جس نے ۱۰۰۰ میں انتقال کیا دوسرا اسی خاندان کا ابو بکر ابن زہر جو نوے برس کی عمر پا کر ۱۰۰۰ میں انتقال کر گیا ۱۰۰۰ امام عالی مقام ابو حنیفہ کوئی جس نے گویا فقہ کی جڑ قائم ہوئی ۱۰۰۰ شیخ مصعب الدین سعدی شیرازی ۱۰۰۰ یحییٰ ابن حاکم اندلسی۔ فضل۔ قابل رشاعر۔ پویشین ۱۰۰۰ میں پیدا ہوا اور نوے برس کی عمر پا کر ۱۰۰۰ میں انتقال کیا ۱۰۰۰ ابو الفضل عامرہ بن عبد الرحمن اسپین کا بے مثل فضل اور ادیب جس نے ۱۰۰۰ میں انتقال کیا ۱۰۰۰ شیخ الرئیس بو علی سینا ۱۰۰۰ عبد الملک بن حبیب اندلسی علم و فضل میں وحید عصر جس نے ۱۰۰۰ میں انتقال کیا ۱۰۰۰ دارلہج کو فہم کی سرزمین سے امام عظیم ابو حنیفہ پیدا ہوئے ۱۰۰۰ زرخش خراسان کے شمال میں ملک خراسان کا شہر جو علامہ جہا اللہ صاحب تفسیر کثافت کا مولد و مسکن تھا ۱۰۰۰ میدان سنجار کے بعد میدان کو فہم یا موش شہر کے حکم سے ہند سین اسلام نے جمع ہو کر کرہ ارض کی پیمائش کی تھی۔</p>	

<p>کل تو ہم محنت میں سب سے بڑھے تھے جاہل ہیں آج کل تو صل عقدے محبتی کے لیے جاہل ہیں آج</p>	
<p>کھو گیا کیا علم ڈھونڈے کوئی پاتا ہی نہیں کیا ہنر اب سیکھنے والے کو آتا ہی نہیں</p>	<p>فہم کو کیا نچسہ اب دنیا میں لاتا ہی نہیں کیا خدا ان اب ہم کو بناتا ہی نہیں</p>
<p>ذہن جس کا نام ہے شاید زمانے میں نہ ہو حافظہ شاید خدا کے کارخانے میں نہ ہو</p>	
<p>کرتے تھے بڑے بڑے کل ہم بھور کا انتظام کل تو تھا آسان ہم کو عمر بھر کا انتظام</p>	<p>آج کر سکتے نہیں کچھ اپنے گھر کا انتظام آج مشکل ہے پھر یاد و پسر کا انتظام</p>
<p>ہاتھ چلتے ہی نہیں اب کام چلتا ہی نہیں پانوں چلتے ہی نہیں اب نام چلتا ہی نہیں</p>	
<p>کی ترقی اس قدر ہم نے کہ بیدم ہو گئے ہم پر کیا بیتی کہ اسباب ترقی کھو گئے</p>	<p>منزلیں طے کرتے کرتے تھک کے آخر سو گئے ہنسنے والے ہنس گئے اور رونے والے رو گئے</p>
<p>لٹ گئے ہم ہند میں پھوڑے بالوں کی طرح گھٹ گئے ہم ہند میں اپنے کمالوں کی طرح</p>	
<p>آئے مٹنے ہند میں اچھے بھلے کا ہیکو ہم کیوں گرا یا تو نے اوقسمت کھلے کا ہیکو ہم</p>	<p>آکے دو دن کے لیے پھولے پھلے کا ہیکو ہم دن نہ تھے سوچ نہ تھے چڑھ کر ڈھلے کا ہیکو ہم</p>
<p>لے مجسلی علم ریاضی میں حکیم تعلیموس کی کتاب کی شرح خواجہ نصیر الدین محقق طوسی نے کی۔</p>	

	تھا بگڑنا ہی جو بن کر پھر بنے ہم کس لیے آپ ہی کھائی شکست اتنا تھے ہم کس لیے	
ایک دن یہ ہے کہ جس جا اب ہے دو بھر رہے ایک دن یہ ہے کہ ستناٹا ہو گیا مر رہے		ایک دن وہ تھا کہ ہم سائے جہاں میں رہے ایک دن وہ تھا کہ اقریطش میں بڑھ چڑھ رہے
	ایک دن وہ تھا کہ ہم گرے کیسے رہے ایک دن یہ ہے کہ ہم روئے کیسے ترے کیسے	
جبر سے راحت بدل کر بقیہ رہی ہو گئی نقل اور وہ پہ شان تاجداری ہو گئی		ظلم جب سیکھے تو خلقت ہم سے عاری ہو گئی سخت ڈاواں ڈول جب نیت ہماری ہو گئی
	تشنگی خلق خدا کے خون پیئے سے بھلی بیج تو یہ ہے موت ظالم بنکے جینے سے بھلی	
جتنی خود راہی بڑھی اتنا گھٹا سامانِ عدل ہو گئی آنکھوں کے پلوں میں سبک میزانِ عدل		شامت آئی ہم ہوئے آخر عدسے جانِ عدل اب کہاں ملی کہاں دیوان خاص و شانِ عدل
	قہر حق نازل ہوا گم جب دیانت پہنے کی چھین گئی ہم سے امانت جب خیانت پہنے کی	
لے در رہنا غالب ہنا لہ جزیرہ اقریطش جو خلیفہ ماموں رشید کے عہد میں ابو حفص اندلسی نے فتح کیا تھا۔ لہ دیوان خاص شاہجہاں کا مشہور محل جو آج کل کے ہوہس آف لارڈس کے محل تھا لہ میزانِ عدل قلعہ دہلی کی ایک عمارت جو شاہجہاں کی بنوائی ہوئی تھی اور جس کے گرد ایک دروازے پرنگ مرمر کی ترازو میزانِ عدل کے نام سے تھی		

اب ہمارے واسطے کچھ یوں ہے شامت باڑھ پر	لیکے دنیا میں جنم ہو جیسے قامت باڑھ پر
ہر طرف سے ہے خرابی کی علامت باڑھ پر	کاشش آجائے کبھی بحرِ ندامت باڑھ پر
مٹ گئے ہم وہ ہنزدہ علم اور وہ فن گیا	نجم اقبال اس قدر چمکا کہ بجلی بن گیا
باؤلے پھرتے ہیں ہم دن بھر کہیں شب بھر کہیں	ناپتے پھرتے ہیں ہم دن بھر میں شب بھر میں
چین سے جان آشنادں بھر نہیں شب بھر نہیں	درد میں دل مبتلا دن بھر میں شب بھر میں
کچھ بلایں گھر میں کچھ گھر کے ادھر گھر کے ادھر	آفتیں کچھ سر پہ کچھ سر کے ادھر سر کے ادھر
صبر و قسمت کہ تو بن کر بگڑے ہی کو تھی	کامیابی تو مفلسی کی دھول چڑنے ہی کو تھی
جو مصیبت تھی مقدریں وہ پڑنے ہی کو تھی	بسکے پھر اسلام کی بستی اُجڑنے ہی کو تھی
او خرابی کیا زمانے میں میں گھر والے ہمیں	خلق میں اور درہیں شاید جگر والے ہمیں
علم بچھڑا مال بچھڑا ہم اکیلے رہ گئے	سب تو بچھڑے مفلسی کے ہم یہ سیلے رہ گئے
زر کے توڑے اب کہاں گئے کو ڈھیلے رہ گئے	تھے جہاں اونچے محل و اچھڑ ڈھیلے رہ گئے
بہوش دل ہی میں نہیں ہو ہوش سر ہی میں نہیں	چین گھڑی میں ہیں کیا ملک بھر ہی میں نہیں
ہو کے اونچے یوں گرے ہم جیسے آندھی کا غبار	چرٹھ کے یوں اترے کہ آیا یاد دریا کا اتار

بنکے پھر مٹنا ہوا مانند نقش پا شمار	بڑھ کے پھر گھٹنے میں کر لی عمر کی چال اختیار
خاک پر یوں گر پڑے ہم جس طرح شبنم گرے	یا ٹپک کر جیسے اشک دیدہ پر نم گرے
بنکے مٹنے میں ہیں جیسے ہم جاباب یا نہیں	بے ثباتی بول اُٹھے خود نقش آب یا نہیں
جیسے ہم ناپائنداری میں ہیں خواب یا نہیں	مُنہ پہ کدے آئینہ ہاں ہاں شباب یا نہیں
سر نہ پکڑ رکھائے ہم سے بڑھکے ہم بڑھ کر رہیں	جسکو چکڑ ہے اسی سر کی قسم بڑھ کر رہیں
یہ ہے دنیا اس میں لوگ اکثر بنے اکثر مٹے	خلق نے دیکھا انھیں جو گھر بنے جو گھر مٹے
کیا کہیں منہ سے کہہ کیونکر بنے کیونکر مٹے	اس طرح اہل جہاں کتر بنے کتر مٹے
اُٹ گئے ہم اور پھر گھٹنے کے قابل میں ابھی	گھٹ گئے ہم اور پھر گھٹنے پہ ماں میں ابھی
پہلے ہم چلے جہاں میں اب تو ہم میں کچھ نہیں	جیسے بجلی دم میں چلے اور دم میں کچھ نہیں
زور اب سپر وساحت کا قدم میں کچھ نہیں	کچھ نہیں تحریر کی قوت قلم میں کچھ نہیں
ہم زمانے میں ہوئے بہتر کبھی بدتر کبھی	ناؤ پر گاڑی کبھی ہے ناؤ گاڑی پر کبھی
مہرباں ہے آج کل اکثر جنوں کشتہ بلا	ایک قوم اور حد سے کچھ بڑھ کر جنوں بڑھ کر بلا
رات اور دن کی روش گھر گھر جنوں گھر گھر بلا	سر کے بالوں کی طرح سپر جنوں سر پر بلا

ہم ہیں غم سے تنگ ہم کو غم سے چھٹکار نہیں غم ہے ہم سے تنگ غم کو ہم سے چھٹکار نہیں	
خوار ہیں چاروں طرف ہم مبتذل چاروں طرف لارہا ہے بیچ میں قسمت کا پھل چاروں طرف	ہم کو کانٹے ملتے ہیں اوروں کو پھل چاروں طرف بیکسی ہی بیکسی ہے آج کل چاروں طرف
اور گرد اکثر بلائیں رتی ہیں گھیرے ہوئے پسین منہ پھیرے ہوئے عیش منہ پھیرے ہوئے	
ایسے اکتائے کرجی سے ہاتھ دھوئے بیٹھے ہیں جہل سے بس اپنے حق میں آپ بے بیٹھے ہیں	دیکھ لینا ایک دن آنکھوں کو روئے بیٹھے ہیں لائے تھے کل جو ہم اُسکو آج کھوئے بیٹھے ہیں
ہے اجاڑا فوس بارغِ علم اسلام آج کل ٹٹماتا ہے چسہ بارغِ علم اسلام آج کل	
وہ ترقی کیا ہوئی وہ شانِ شوکت کیا ہوئی تازہ کے قابل تھے ہم جس سے وہ دولٹ کیا ہوئی	وہ امنگیں وہ ترنگیں وہ طبیعت کیا ہوئی پاک تھی جو بڑے زمرم سے وہ نیت کیا ہوئی
کہتے والے جو کہیں کہنے بھی دو کہتے رہیں قوم والے دکھ سہیں سہنے بھی دہستے رہیں	
ہاتھ ہیں ہونے کو دو بیکار بھیہ بیکار وہ علم اور اُس پر عمل دشوار بھیہ دشوار وہ	پانوں ہیں کہنے دو ناچار بھیہ ناچار وہ بیکسی اور مفلسی آزار بھیہ آزار وہ
دونوں پہلو درد کے ہیں دردِ ادھر دردِ ادھر	

گال دوہیں جن کی رنگت زرد ادھر زرد ادھر	
پھرتے ہیں ہر باد ہم محتاج ہیں گھر گر پڑے	اوس ہم پر پڑ گئی چھت گر پڑی در گر پڑے
اج تھا سر سبز تھے لیکن زمیں پر گر پڑے	شاخ سے جس طرح پتا خشک ہو کر گر پڑے
ہاتھ بھی ہیں پانوں بھی ہیں ہل نہیں سکتے مگر پھل تو ہیں پیروں میں بکھول نہیں سکتے مگر	
اب کسی گنتی میں آئیں اقتدار اتنا نہیں	حسرتیں دل کی کالیں اختیار تنہا نہیں
لوگ سچا ہم کو سمجھیں اعتبار اتنا نہیں	لڑکھڑانے سے سنبھالے کوئی یا ترہا نہیں
جو اُچھالے اُج تک ہم کو وہ طاقت چل بسی جسکے چلتے نام چکے وہ لیاقت چل بسی	
پست رہنا چاہیے یا کچھ اُبھڑنا چاہیے	کیا ہمیں کچھ فیصلہ اس کا نہ کرنا چاہیے
یاس کہتی ہے اجل کے گھاٹ اُترنا چاہیے	کل کے مرنے آج ہی بے موت مرننا چاہیے
کاہلی سمجھاتی ہے اُٹھنے پہ تم کو مہل ہی کیوں مر کے اُٹھ لینا کسی دن اتنی گھبراہٹ ہی کیوں	
خاک اُٹھے کوئی اگر درِ جگر اُٹھنے نہ دے	سر جو تکیے سے اُٹھائے درِ دسر اُٹھنے نہ دے
نا توانی روک لے درِ دگر اُٹھنے نہ دے	دل کے اُٹھنے کو درِ دل مگر اُٹھنے نہ دے
عیش کا سرمایہ سیلابِ بلا سے بہ گیا درد ہی درد اب مسلمانوں کے پئے رہ گیا	

دل ہے تو ہے رات دن بیمار غم پیارِ رنج	بخت کے حصے میں ہے یا بار غم یا بارِ رنج
جی ہے تو ہے جی کا روگ آزارِ غم آزارِ رنج	عمر کی قسمت میں ہے انبارِ غم انبارِ رنج
تنگدستی غم کی جڑ ہے تنگدستی رنج کی ہم سے ہستی غم کی ہے اور ہم سے ہستی رنج کی	
کیا بنے ہیں زار اور ناچار ہونے ہی کو ہم	کیا جہاں میں عمر لائے خوار ہونے ہی کو ہم
کیا ہیں دنیا میں فقط بیکار ہونے ہی کو ہم	کیا ہونے پیدا زمین پر بار ہونے ہی کو ہم
کیا ہماری ہی دعاؤں سے اثر کو میر ہے کیا ہماری ہی تمناؤں سے زر کو میر ہے	
کیا خدا نے سر کیا پیدا پٹکنے کے لیے	کیا کھجے کو بنایا صرف پکنے کے لیے
کیا زباں نجشی فقط بیہودہ بکنے کے لیے	کیا دیا ہے دل کو سینے میں دھڑکنے کے لیے
کیا ہماری ہی ضرورت جہاں میں غم بنا کیا ہمارے ہی لیے حسرت بنی ماتم بنا	
کیا ہیں ہیں بس بشر دنیا میں او شر کچھ تو سوچ	کیا ہیں ہیں ظلم کو چرخِ مست کچھ تو سوچ
کیا ہیں چکر میں رہنے کو ہیں چکر کچھ تو سوچ	کیا ہیں ہیں پولِ مٹانے کو مقدر کچھ تو سوچ
دل کو دردِ دل کا دکھ ہے سر کو دردِ سر کا دکھ دل کو دنیا بھر کا دکھ ہے سر کو خدا کی بھر کا دکھ	
عقل میں تاثیرِ جبل اب ہے کہاں تاثیرِ علم	رو برو تصویرِ جہل اب ہے کہاں تصویرِ علم

فکرِ تدبیرِ جہل ابے کہاں تدبیرِ علم	قوم کو تو قیرِ جہل ابے کہاں تفسیرِ علم
خاک ہو آرام ہے آزار ادھر آزارِ ادھر	بیچ میں اسلام ہر ادبار ادھر ادبارِ ادھر
بیکس آخر یہ مسلمان کب ہوئے کیونکر ہوئے	کیا پڑی افتاد حیراں کب ہوئے کیونکر ہوئے
آئی کون آفت پریشاں کتبے کیونکر ہوئے	کب ہوئے سرگشتہ ہاں ہاں کتبے کیونکر ہوئے
راہِ حق سے جب ہے تب سر پر پشامت آگئی	کیا قیامت ہے کہ جیتے ہی قیامت آگئی
اب تو بندے میں خدا کے گھر سے منہ پھیرے ہوئے	مذہبِ اسلام ہی کے در سے منہ پھیرے ہوئے
وہ کلامِ خالقِ اکبر سے منہ پھیرے ہوئے	یہ حدیثِ پاک پیغمبر سے منہ پھیرے ہوئے
سر جھکے رہتے تھے مسجدوں میں اب جھکے نہیں	دل کے رہتے تھے جو عیبوں سے اب کئے نہیں
اب تو رنگِ می پرستی کوئی ہم سے یکہ جائے	اب تو شغلِ فاقہ مستی کوئی ہم سے یکہ جائے
اب تو طرزِ تنگِ سستی کوئی ہم سے یکہ جائے	اب تو فکرِ راہِ پستی کوئی ہم سے یکہ جائے
اب تو ہم ہیں اوج کے انداز کو بھولے ہوئے	اب تو ہم ہیں مرد اور شیراز کو بھولے ہوئے
اب تو ان آنکھوں نے یکساں خوب ناریاں دن	اب تو اس تقدیر میں ہی خوش ہونا رات دن
اب تو ہم ہیں اور اُجڑے گھر کا کونا رات دن	اب تو تن ہے اور گدڑی کا بچھونا رات دن

	<p>اب تو دکھ ہے اور دکھ ایسا کہ کٹتا ہی نہیں اب تو غم ہے اور غم ایسا کہ ہٹتا ہی نہیں</p>	
<p>علم تھا عزت کے قابل جس کی عزت اب نہیں مکر تھا حیرت کے قابل جس پر حیرت اب نہیں</p>		<p>بہل تھا دشمن کے قابل جس سے دشمن اب نہیں عیب تھا نفرت کے قابل جس سے نفرت اب نہیں</p>
	<p>عار کے لائق حسد تھا پہلے اب وہ خوب ہے لیکن ہم لوگوں میں بد تھا پہلے اب مرغوب ہے</p>	
<p>تھے کبھی وہ دن کہ تھا دینِ حجازی کا خیال گنجے کی تاش کی چوسہ کی بازی کا خیال</p>		<p>تھے کبھی وہ دن کہ تھا مہاں نوازی کا خیال اب اگر کچھ ہے تو ہاں ہے فتنہ سازی کا خیال</p>
	<p>فعل جو جائز نہ تھا جائز ہوا ہے آج کل کھیل بائیں ہاتھ کا گویا جوا ہے آج کل</p>	
<p>بدلے نعمت کے جو منہ میں خاک تو یونہی سہی وہ بھی چھلنی سی جو ہے صد چاک تو یونہی سہی</p>		<p>غم نہیں کچھ دل جو ہے غمناک تو یونہی سہی جسم پر میلی ہوئی پوشاک تو یونہی سہی</p>
	<p>بہل ادھر آیا اُدھر آئی تباہی کیا کریں سرمنڈا تے ہی پڑے او لے الہی کیا کریں</p>	
<p>ٹوٹکوں سے موت کو ٹالو تو ٹل سکتی نہیں جسم سے جب جان نکلی نبض اُچھل سکتی نہیں</p>		<p>بھیک سے اخلاس کی حالت بدل سکتی نہیں بیکسی میں قوم کوئی چال چل سکتی نہیں</p>
	<p>سربے چھوڑا ساتھ کاش اوصہر تو ہیٹاں لے</p>	

	ہم تجھے پہچان لیں اور تو ہمیں پہچان لے	
ان کو چادر تن چھپانے کے لیے ملتی نہیں پلیٹ بھر روٹی بھی کھانے کے لیے ملتی نہیں	اُن کو کملی تک بچھانے کے لیے ملتی نہیں فیس لڑکونکے پڑھانے کے لیے ملتی نہیں	
	بیجیائی کا یہ جیلناے خدا کتنے دنوں فاقہ کش کب تک بلا میں مبتلا کتنے دنوں	
چار پیسے مانگ لائیں گھر کا دھند اتب چلے مانگے جانے کام کب تک دیں میں یا رب چلے	اسکے صدقے دن چلے اور اسکے صدقے نہ چلے رحم کر تو ورنہ دنیا سے مسلمان اب چلے	
	ہم نہیں کہتے کہ ہم کو ساری دنیا ہی ملے ہم سے جتنا چھن گیا ہر صرف اُتنا ہی ملے	
کیا یہ سمجھتے تھے کہ ہم یوں ناتواں ہو جائیں گے بے قلم ہو جائیں گے ہم بے زباں ہو جائیں گے	سب ہمارے کارنامے بے نشان ہو جائیں گے مفت میں علم و عمل سب ایگان ہو جائیں گے	
	کیا یہ سمجھتے تھے جہاں میں چند دن کی ساکھ ہو چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیرا پاکھ ہو	
خود مزاج اپنا نہ جانیں اب تو حکمت ہے یہی رات دن چکر رہے ہم کو سیاحت ہے یہی	کوڑیوں کے مول ہر عزت تجارت ہے یہی آئینے میں منہ کو دیکھیں علمِ سنیّت ہے یہی	
	کوئی گردن ناپ دے علمِ مساحت ہو تو یہ اپنے حق میں بوئیں ہم کانٹے فلاحت ہو تو یہ	

سرکارِ انوسے اٹھانا بس یہ ہے جرتِ قتل	جہل سے مذہب پہ پہننا فلسفہ کی دلیل
اپنی صورت کا نظارہ سیر دنیا کی سیل	رخِ حجاب بحرِ احمر مانگ موجِ رودِ نیل
کانِ افلاطون کے کاٹیں لکھ نہ آئے نام تک	قوشچی لٹے پرچوٹ فہم اپنا نہ ہو پنچے بام تک
رات دن خلقت ہر شے میں آمدنِ خلقت میں شہر	رات دن گھر میں ہے جھگڑا رات دن جھگڑے میں گھر
رات دن رحمت ڈر کی رات دن رحمت کا ڈر	رات دن چکر ہر سر میں رات دن چکر میں سر
دل ہر دکھ میں دکھ ہر دل میں جان پاپے پھن خاک	ہم ہیں غم میں غم ہی ہم میں ہاتھ آئے ہیں خاک
پی کے مے رستے میں ہم کو لڑکھڑانا فخر ہے	کر کے وعدہ ایک پل میں بھول جانا فخر ہے
دین کا دولت کا عزت کا مٹانا فخر ہے	گالیاں کھانا بھلا ہے مار کھانا فخر ہے
ہنسنے لڑنے سائے بے چالیں بری باتیں بُری	کیا بُرا جینا ہے جسکے دن بُرے راتیں بُری
یہ ادھر بیٹے ہیں چاند وہ ادھر بیٹے ہیں بک	یہ لڑتے ہیں بیڑ اور وہ لڑتے ہیں پتنگ
ان میں سے بے سوچت اُن میں ہے بیکار جنگ	انکے چلتے گھر میں آفت اُنکے مارے خلقِ تنگ
ان کی خونا قص تو اُن کی مت زالی دیکھیے	ان کو بے پروا تو اُن کو لا اوبالی دیکھیے
لے علامہ قوشچی۔	

چلتی ہے لطف و محبت کی ہوا دو چار دن	آشنا تہتے ہیں باہم آشنا دو چار دن
خوش اگر دو چار دن ہیں تو خفا دو چار دن	با وفا دو چار دن ہیں بے وفا دو چار دن
کیا دورنگی ہو کہ ہر گویا طبیعت دھوپ چھانوں	بلکہ رنگ کے تغیر سے ہی صورت دھوپ چھانوں
بہل کی حد بخودی کی انتہا کچھ بھی نہیں	قوم پر آئی بلا فکر بلا کچھ بھی نہیں
جھوٹی باتیں خوب سن لو مدعا کچھ بھی نہیں	دھول کے اندر ہر پول اسکے سوا کچھ بھی نہیں
دلو لے عیبوں کے بس جی میں رہیں جو ہو سو ہو	اپنی پانچوں انگلیاں گئی میں رہیں جو ہو سو ہو
دو میں بخش ہو تو ہم اُن کو لڑا دیں اور بھی	اگ بھڑکی ہو تو فتنے کی ہوا دیں اور بھی
گر رہا ہو گھر جو مفلس کا تو ڈھادیں اور بھی	جو گرے کچھ ٹھو کریں اُسکے لگا دیں اور بھی
کوئی مائے دکھ کے روئے اُنھ بلا سے ہم کو کیا	کوئی جی فاقوں سے کھوئے اُنھ بلا سے ہم کو کیا
یہ اُسے دے گالیاں اور وہ اسے دے گالیاں	یہ اُسے قہقہہ اور وہ بجاے تالیاں
کچھ جو پتے ہو تو ہوں ہم بزم گانے والیاں	اسکو دیں سونے کے لنگن اسکو پتے بالیاں
قوم کا جب نام آئے کچھ نہ دیں مفلس نہیں	خیر سے ہرے میں گونگے میں بے حس نہیں
ہم ہیں غافل گردشِ ایام کی پروا نہیں	صبح کی پروا نہیں کچھ شام کی پروا نہیں

کام کی پروا نہیں ہے نام کی پروا نہیں	قوم کی پروا نہیں اسلام کی پروا نہیں
سلسلہ توقیر کا ٹوٹا تو ٹوٹا ہی رہے	حوصلہ تدبیر کا چھوٹا تو چھوٹا ہی رہے
گب سنے کیسے تو مجبور و نیکے حالات آپنے	کس غرض دلے سے کی ہنسکر ملاقات آپنے
بھیک ہی دیدی تو گویا کی بڑی بات آپنے	گور پر حاتم کے بڑے بکاردی لات آپنے
شکل سائل دیکھ کر بھوں پر شکن پڑنے لگی	اگیا غصہ نظر بدلی زباں لڑنے لگی
لوگ آخر خوار کیونکر ہوتے ہیں یوں جیسے ہم	بیکس وناچار کیونکر روتے ہیں یوں جیسے ہم
وقت دنیا دار کیونکر کھوتے ہیں یوں جیسے ہم	رات دن بیکار کیونکر سوتے ہیں یوں جیسے ہم
کس طرح چھایا ہے ہم پر غم یہ ہم سے پوچھیے	مرتے ہیں بے موت کیونکر ہم یہ غم سے پوچھیے
مال و دولت کے لیے اکثر کوتاہی لیا	اہل زر پر جال ڈالا زر کوتاہی لیا
دم پہ گر عورت چڑھی زیور کوتاہی لیا	ہے اگر بیکس پڑوسی گھر کوتاہی لیا
اسکو موسا اُسکو لوٹا دے کے بھل چلتے ہوئے	لکھات پرنکا نہ چھوڑا لے کے گل چلتے ہوئے
کچھ ملے ہی گا چلو محتاج خانے ہی سہی	ایک روٹی ہی سہی تھوڑے سے دلے ہی سہی
خیر جی جھوٹی گواہی کے بہانے ہی سہی	کیا حلف کچھ بوجھ ہے دوچار آلے ہی سہی

لو سا فرین کے کچھ قصدِ وطن کے نام سے گھر میں مُردہ کہہ کے کچھ اٹیٹھو کفن کے نام سے	
کم نہیں پتھر سے یوں کانوں کو نامِ افلاس کا خرج کی کثرت سے منگنی ہے سلامِ افلاس کا	لو خود کرتے ہیں لیکن اہتمامِ افلاس کا بیاہ شادی خیر سے پورا پیامِ افلاس کا
کھل گئے توڑوٹے منہ کچھ غم نہیں ہو زرمٹے آبرو چاہے مٹے دنیا میں چاہے گھر مٹے	
دس کی آمد میں کاسے خچ پھر کیونکر بنے کیمیا کی چاٹ میں گوبے و قون اکثر بنے	یکمیا سیکس تو گھر میں بیٹھے بیٹھے زربنے جس نہیں اسپر بھی کچھ کنکر بنے پتھر بنے
جال دم دھائے کا ڈالا اس نے زیور لے اڑا اُس نے آکر چال کی چمکا دیا زر لے اڑا	
یکمیا یورپ میں کیا ہر بے خبر واقف نہیں نام کس شے کا ہر صنعت قوم بھر واقف نہیں	کس طرح جنتی ہیں سب چیزیں نظر واقف نہیں ہر ضرورت واقفیت کی مگر واقف نہیں
اس قدر رو ہے کی کیوں قیمت ہو اس کی کیا خبر اس قدر سیٹیم میں طاقت ہو اس کی کیا خبر	
سیر سے مطلب تجارت غرض کیا ہی یہاں ہو جو استغنا تو گھر میں لطف دنیا ہی یہاں	بیٹھے بیٹھے مہ جبینوں کا تاشا ہے یہاں من جو چنگا ہو کٹھوتی ہی میں لگتا ہے یہاں
خود مٹے بدنام کیوں ناحق زما نا ہو گیا	

ادنگتے کو ٹھیلے کا اک ہسانا ہو گیا	
رات دن غم رات دن آزار اب کیسی بنے	آنکھ پریم اور دل بیمار اب کیسی بنے
ریچ ہر دم ہر گھڑی ادبار اب کیسی بنے	گھٹ گئے ہم بڑھ گئے اغیار اب کیسی بنے
وضع ہے تو لا ابالی عقل ہے تو سر سے دُور جیب سے تو زر سے خالی ہاتھ ہی تو زر سے دُور	
گھر سے باہر دون کی لیں گھر میں کھائیں ساگ ہم	کوئی سمجھائے تو ہوں غصے کے مارے گگ ہم
فاقہ مستی میں بھی کیا کیا لایے ہیں راگ ہم	بس لنگوٹے ہی میں اپنے کھیلے ہیں بھاگ ہم
کاہلی خسہ نہ کوئی راگ لائے تو سہی ناج تنگنی کا نہ مجبوری بچائے تو سہی	
قوم والے لیٹے ہیں غافل اُبھرتے ہی نہیں	ایسے بگڑے ہیں کہ بد قسمت سنو رتے ہی نہیں
فائدہ جس گھاٹ ہو اُس گھاٹ اُترتے ہی نہیں	پڑ گئی پھوٹ اتفاق آپس میں کرتے ہی نہیں
جس طرف کی تان سنیے اک نزالا راگ ہے شوق اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ ہے	
روئیں کیوں ہم قوم اگر دنیا میں ہمت ہی کھے	کاہلی کا داغ مٹ جائے جو محنت ہی کرے
کیوں مے فاقوں جو حاصل کوئی دولت ہی کھے	نو کری جسکو نہ ہاتھ آئے تجارت ہی کرے
عقل کے پیچھے پڑے ہیں ہم تو پنچے جھاڑ کے یاں عقیدہ ہی خدا دیتا ہے چھتر بھاڑ کے	

گھیرے ہے جوشِ تعصب کو نہ سمجھائے کسے قوم تو غافل ہی دنیا کوئی دکھلائے کسے	باوٹے لاکھوں ہیں کوئی راہ پر لائے کسے پے پڑے علم اور بے سیکھے ہنر آئے کسے
جہل پھلا ہے یہ آفت ڈھا ہی جائے گا حضور دودھ ہونٹوں پر چھٹی کا آہی جائے گا حضور	
چل نہیں سکتے ہیں پیشے پیشہ ورنادان ہیں لندن اور پیرس کی ان کو کیا خبر نادان ہیں	بنتے ہیں تاجر تجارت سے مگر نادان ہیں گھر کے گھر جاہل پڑے ہیں گھر کے گھر نادان ہیں
دن کو بھولیں شب کی چالیں و شب کو بھولیں دن کی چال خاک ہو پھر ایسے نادانوں کو یاد انجن کی چال	
جہل سے آئی ہے مذہب پر تباہی آج کل چشم بد دور اوج پر ہے بد نگاہی آج کل	ہے گن ہوں میں شمار بے گناہی آج کل گیر وے کپڑوں پہ ہے اعزاز شاہی آج کل
قبر کا سجدہ عبادت ہے زمانے کے لیے بت پرستی دین ہے دنیا کمانے کے لیے	
ہو کے حاجی زمزمی مینے کو لاتا ہے کوئی کہہ کے فاضل اپنا اعلیٰ حق جتنا ہے کوئی	ے کے اک کنٹھا مجا در بن کے آتا ہے کوئی پیر زادہ بنکے روٹی مانگ کھاتا ہے کوئی
کچھ لکیریں کھینچ لیں کاغذ پہ عامل بن گئے سہل لکھا ہے کہ ہو حق کر کے کامل بن گئے	
علم تھا کیا پیشتر جہل مرکب ہی کا نام دین تھا دنیا میں کیا دنیا کے مطلب ہی کا نام	

ان دنوں کی طرح کیا صوفی تھا بلبل ہی کا نام	کیا تصوف تھا خلافِ شرع مذہب ہی کا نام
	کیا جلیلہ اور شیخ اکبر صوفی کامل نہ تھے کیا غزالی اور لہستانی کچھ اہل دل نہ تھے
بس تعصب کے لیے پیار رہنا چاہیے کچھ نہ کرنا چاہیے بیکار رہنا چاہیے	حکم ملا کا ہے ہم کو خوار رہنا چاہیے علم دنیا سے بہت بیزار رہنا چاہیے
	مانگے جانے کچھ نہ کچھ تکلیف گھٹ ہی جائیگی دن گذر ہی جائیں گے اور عمر گھٹ ہی جائیگی
آبرو سے ہاتھ دھونا ہی تو ہے اسلام کیوں؟ بیکس اور محتاج ہونا ہی تو ہے اسلام کیوں؟	دین کی عزت کا کھونا ہی تو ہے اسلام کیوں؟ رات دن فاقوں سے رونا ہی تو ہے اسلام کیوں؟
	تیرہ بھتی کیا گھٹا اللہ کی رحمت کی ہے؟ مفسی دنیا کی کیا کبھی درجہ جنت کی ہے؟
شرط ایمان مفسی ہو چاہے دولت کوئی کیوں جائے کیوں و سنگٹن کو سیکھے صنعت کی کیوں	کفر کے فتوے کا ڈر ہو کھوے جنت کوئی کیوں علم دنیا پڑھ کے لے دنیا کی عزت کوئی کیوں
	علم یورپ کفر ہے اور منطق یونان درست ہنسکے چپکے سے کہتے ہیں ہم بھی ہاں درست
عقل الٹی ہے تو حالت لا اوبالی ہی ملے علم یا اخلاق یا فن سب کے خالی ہی ملے	شان شہزادوں کی دیکھو تو زالی ہی ملے وقت سی شبنم کو طبیعت کھونڈ والی ہی ملے

<p>جہل ہر آنکے گھروں میں چھاؤنی ڈالے ہوئے ہیں یہ غافل کاہلی کی گود کے پالے ہوئے</p>	
<p>سر ہوا اور ٹوپی ہو ہانگی سر کا حاصل ہر تویہ در سے آئے جائے رنڈی در کا حاصل ہر تویہ</p>	<p>زر سے پیدا ہو غربابی زر کا حاصل ہر تویہ گھر میں بوناج اور گانا گھر کا حاصل ہر تویہ</p>
<p>لب ہوں اور دن بھر سنبھلی ہو حاصل بسے ہی شب کو بزم سے کشی ہو حاصل شب سے ہی</p>	
<p>رات دن ارمانِ راحت رات دن ارمانِ عیش تین ادھر خواہاںِ احت دل ادھر خواہاںِ عیش</p>	<p>اس طرف سامانِ راحت اس طرف سامانِ عیش راحت انکی جانِ راحت عیش انکا جانِ عیش</p>
<p>لوحیوں کے تلوں کی تل اگر گاؤں میں ہیں انکا دل گھونگہر میں ہی گھونگہر اگر بالوں میں ہیں</p>	
<p>تھا چلن ٹکسال باہر جس سے دولت اڑ گئی کل چڑھی کچے گھرے کی آج نخت اڑ گئی</p>	<p>پرنگے غیرت کے آخر گھر سے غیرت اڑ گئی قرض کی دگری کے ڈسے منہ کی نکت اڑ گئی</p>
<p>بگھیوں پر جو نظر آتے تھے کل اکڑے ہوئے آج چپ چپٹے ہیں کوئی میں سر ہلٹے ہوئے</p>	
<p>رہتے ہیں نواب دن اور رات ہنستے کھیلتے کون کچھ سوچے کٹے اوقات ہنستے کھیلتے</p>	<p>چال ہنستے کھیلتے تو بات ہنستے کھیلتے گذرے جاڑا گرمی و برسات ہنستے کھیلتے</p>
<p>علم کی چھانوں آئیں سکتی گھر کے آس پاس</p>	

عقل رستاپائیں سکتی سرور کے آس پاس	
یاد جو تدبیر ہے وہ زر کے کھولنے ہی کی ہے	فکر جتنی ہو وہ عزت کے ڈھونڈنے ہی کی ہے
راہ جو چلتے ہیں وہ بدنام ہونے ہی کی ہے	یوں نہیں بے شرم بنکر بات دینے ہی کی ہے
پھاگ کھیلیں اور دناؤں بوتلوں کے کاگ اڑیں قوم ادھر دھڑے ادھر اُنکے گھروں میں اگ اڑیں	
باپ کے مرنے پر دولت ہاتھ آئی کھل پڑے	خوب عیاشی پر ڈٹے ٹمیکشی پر پڑے
بیچ وہ سیکے کہ جن کے بیچ میں کاٹل پڑے	بیچ پر رہنے لگے معشوق مثل گل پڑے
بھاتی ہر دن رات اب کانوں کو سرگم کی صدا رہتی ہر گونجی ہوئی کمروں میں جھج جھج کی صدا	
اچھے اچھے مال میں پیش نظر آئے ہوئے	گورے گورے گال میں چہرہ کو چمکائے ہوئے
چھوٹے چھوٹے خال ہیں آنکھوں میں چپائے ہوئے	لبے لبے بال ہیں گردن میں بل کھائے ہوئے
ترجمی ترجمی جتوئیں ہیں تیر دل کے واسطے پتی پتی انگلیاں شمشیر دل کے واسطے	
ہیں الگ شائستگی سے کچھ زمینداروں کے دہنگ	پڑ گئی ہیران کی گھٹی میں جہالت کی ترنگ
کل اگر اُس سے بکھڑا تھا تو آج اس سے جھنگ	راہ والے لے لے عاجز گانوں لے لے تنگ
کچھ نہیں کہنے سے مطلب کچھ نہیں پٹھنے سے کام انکو بدنامی کے جھنڈے پر فقط پٹھنے سے کام	

کم ازل سے عقل کی مقدار ہے انکے لیے	خود سبک ہوں علم لیکن بار ہے انکے لیے
کہتے ہیں تہذیب جب کو عار ہے انکے لیے	آدمیت ہر طرح دشوار ہے انکے لیے
بیو اسی ہوتی ہے پیدا انھیں کے دیس میں	آتی ہو وحشت جنم لیکر انھیں کے بھیس میں
فستے ہیں دھونی زمانے در پہ لیکن کیا خبر	شامیتیں منڈلا رہی ہیں سر پہ لیکن کیا خبر
چھائیں دولت کی گھٹائیں گھر پہ لیکن کیا خبر	پڑ گیا آفت کا ڈاکا زر پہ لیکن کیا خبر
جہل اگر جاتا نہیں اچھا نہ جائے غم نہیں	ہوش اگر آتا نہیں اچھا نہ آئے غم نہیں
بے خبر ہیں کچھ زمانے کی خبر گویا نہیں	بے ہنر رہتے ہیں کار آمد ہنر گویا نہیں
اہل زر ہیں اور پھر بھی اہل زر گویا نہیں	ہیں بشر لیکن جہالت سے بشہ گویا نہیں
کام کرنے کو پڑے ہیں کام کی گھاتیں کہاں	نام کہنے کو بڑے ہیں نام کی باتیں کہاں
جاتے ہیں یورپ کو جو تعلیم پانے کے لیے	بننے ہیں تصویر عبرت کی زمانے کے لیے
جو گئے وہ لے گئے آنکھیں چُرانے کے لیے	صبر صدقے کے لیے دل زانٹھانے کے لیے
دل کسی نازک کلائی کی پچک نے لے لیا	بچ گیا اُس سے تو گالوں کی چپک نے لے لیا
جو کمر کچی پچک کر دل کو جھٹکا دے گئی	ہاں نہیں پر جنبش سر دل کو جھٹکا دے گئی

ہل گئی گردنِ ستگر دل کو جھٹکا دے گئی	اکھل گئی جعدِ منبر دل کو جھٹکا دے گئی
چلبلا پایا جسے اُس ناز میں کے ہو رہے	پھنس گئے گھونگھر میں زلفِ عنبریں کے ہو رہے
آنکھ تہر اُس پر ادا بائیں نظر کی اور تہر	چال آفت اُس پہ چھربش کر کی اور تہر
بال سامانِ بلا پھر مانگ سر کی اور تہر	پیٹھ کی چھپ اُس پہ چوٹی ہاتھ بھر کی اور تہر
بجلیاں ظالمِ ادائیں آدمی کی جان کو	پتیاں کافرِ بلائیں دین کو ایمان کو
یہ ادھر طالب کسی شے کے ہے وہ خواہاں دہر	ہاتھ ادھر اک شوخ کے پنجے میں ہی داماں دہر
قولِ ادھر وعدہ ادھر عہد ادھر سہاں دہر	منہ ادھر تو ہاں ادھر ہی منہ ادھر تو ہاں دہر
ایک اٹھلاتی ہے کہتی ہے مرے گھر کو چلو	دوسری کہتی ہے او پیارے تھیٹر کو چلو
تلملے اٹھڑیوں کی خوشنمائی پر بہت	کھائے زخاروں پر گلِ یخبے کلائی پر بہت
پھاگ کھیلے باپ دادا کی کئی پر بہت	کھو کے ایساں آئے حلقے میں خدا کی پر بہت
پی جومی بسن کی سیدی راہ سے منہ پھر گیا	باپ ماں کا ذکر کیا اللہ سے منہ پھر گیا
حکمت اب دھوکے کی ٹٹی ہی کھانے کے لیے	موت اس گھونگھٹ میں آتی ہی بٹانے کے لیے
میں حکیم اہلِ مرض کی جان کھانے کے لیے	اور زبان ان کی کلیجا چاٹ جانے کے لیے

	ہاتھ ادا دھرتے نبض پر تو جیب پر آنکھیں اُچھرتے لب ادا دھرتے تو نہیں ہیں جو یائے زرا آنکھیں اُچھرتے	
تجربہ قلب کی حد میں سمٹ کر رہ گیا رشتہ آگے کی ترقی کا جو کٹ کر رہ گیا		علم جو دیا تھا اک چشمہ وہ گھٹ کر رہ گیا دفتر طرزِ عمل بالکل پلٹ کر رہ گیا
	وحی سمجھے ہیں اہلِ شیخ کے ارشاد کو کیا مقید کر دیا فتونوں نے ایجاد کو	
پوچھیے کیمسٹری کی تو خبر کچھ بھی نہیں ہیں تو آنکھیں علم پر لیکن نظر کچھ بھی نہیں		سر جبری گو جزو حکمت ہو مگر کچھ بھی نہیں تجربہ حکمت کا قصہ مختصر کچھ بھی نہیں
	رگ نہ جانیں یہ نہ پتھا مدعی حکمت کے ہیں ہم تو قابلِ چشم بد دور ایسی اُٹلی مت کے ہیں	
ان میں ساحل پر ہوا کا بار کیا جانے کوئی حال سیر کو کب ستیا کیا جانے کوئی		جزر و مدِ بحر کے آثار کیا جانے کوئی رفعتِ خورشید کی مقدار کیا جانے کوئی
	دہر کے علم حوادث پر نظر ان کو نہیں رنگ لگتے ہیں دھنک میں کچھ خبر ان کو نہیں	
سرد کیوں ہی برف ہم جاتی ہے کیونکر کیا خبر تیز اور دھیمی ہوا آتی ہے کیونکر کیا خبر		اُٹھتی ہی کیونکر گھٹا چھاتی ہے کیونکر کیا خبر سُشنی دنیا کو چمکاتی ہے کیونکر کیا خبر
	چاند کیا ہی برق کیوں ہے ضو فلک کیا چیز ہے	

آسمان کیا ہو زمین کیا ہے زمین کیا ہو گن گنا ختم ہے	
اس سے کیا حکمت کو مطلب کچھ ہے دیکھیں اسے	چاند سورج کی چمک بالعکس یا بالذات ہے
رات دن گھٹتے ہیں اور بڑھتے ہیں کیا بات ہے	کیوں ہو جاڑا کیوں ہو گرمی اور کیوں ہوا ہے
ہے کہاں علم نباتات اب ہماری قوم میں کون اڈنس ہے مسلمانوں کی ساری قوم میں	
ایشیائی شاعری انسان کو اک روگ ہو	مفت میں دل کو جگر کو جان کو اک روگ ہو
دین کو پیغمبروں کی شان کو اک روگ ہو	کعبے کو اک روگ ہے ایمان کو اک روگ ہو
عقل سے جو ہٹکے کوسوں جا پڑا شاعر بنا جو بڑا جھوٹا بنا گویا بڑا شاعر بنا	
توبہ توبہ بن گئے مرتد مسلمان پھر بھی ہیں	پھر گئے اسلام سے دیندار ہاں پھر بھی ہیں
جھوٹی ٹفتیں کھاتے ہیں پابندِ ایمان پھر بھی ہیں	کہتے ہیں حبسے کو قرآن اہل قرآن پھر بھی ہیں
شیخ پرافت ہو ڈاڑھی ان سے بچ سکتی نہیں یہ نہ پالیں مے تو پھر ساقی کو بچ سکتی نہیں	
زلف کو ناگن جو یہ کہتے ہیں ناگن ہی تو ہے	گو نہیں روشن مگر رخ مہر روشن ہی تو ہے
گرچہ قد چھوٹا ہے لیکن سر و گلشن ہی تو ہے	اٹھ انگل کی زباں اک برگِ سوسن ہی تو ہے
یا ر جھوٹا پسپا ر جھوٹا وصل کی باتیں غلط	
یہ فرانس کا ایک مشہور عالم نباتات -	

عشق کا آزار جو ٹماہجس کی راتیں غلط	
ادمقدّر پہلے یوں کتنا غضب کتنا ستم	اب تو ہر دم ہر گھڑی دونا غضب ہونا ستم
اُن ری قسمت کی بدی یہ کیا غضب کیا ستم	سب ہیں اچھے ہم بُرے ایسا غضب ایسا ستم
قوم گھٹ کر پھر بڑھانے نام کو تو سیر ہے صبح کا بھولا جو آئے شام کو تو خیر ہے	
ہمت اور دل ہو تو تحصیل ہنر مشکل نہیں	ہاں یہ مشکل ہو کہ اب بہت نہیں دل نہیں
چیز حاصل کرنے کی دولت ہو تو حاصل نہیں	تم ہو قابل ہونے کے قابل مگر قابل نہیں
فکر عزت کی نہ ہو تو ذکر پھر بیکار ہے ذکر اگر آسان ہے تو فکر کیوں دشوار ہے	
جہل کیوں مرغوب ہو بس شرمی نہ	علم کیوں معیوب ہے مرغوب ہو جو ہر کسی یہ
زیر نہیں مطلوب کیوں محبوب ہو زور ہو یہ	فن نہیں محبوب کیوں مطلوب ہو بہتر ہو یہ
دوڑ کر کیا لئے اوج انساں اگر خواہاں ہو ہاں یہ مشکل ہے کہ ہو خواہاں مگر انساں ہو	
علم ساتھ آنکھوں کے دنیا میں ہو محنت تن کی تھ	یہ نہیں تو زور کو الفت خاک ہو دامن کی تھ
چاہیے انسان کو اس طرح چلنا فن کے ساتھ	جس طرح دھاگہ زانے میں چلے سوزن کے ساتھ
پڑھ کے فاضل کوئی ہو تو لکھے ہونشی کوئی کوئی بی لے کوئی ایم لے ہو تو آل ڈی کوئی	

جو بشہ بودہ محقق جو جگہ ہو طوئس ہو کوئی ملن کوئی سولن کوئی جالینوس ہو	یا الہی ہر مسلمان علم سے مانوس ہو کوئی ہو بقراط ہم میں کوئی بطلمیوس ہو
ابن صانع سیکڑوں ہوں او دونوں سیکڑوں	بنکے چائے اور لٹن نکلیں مسلمان سیکڑوں
کوئی سحباں ہو کوئی سعدی ہو تو ہومر کوئی کوئی زینو کوئی سافرٹس ہو تو ٹیلر کوئی	ہو غزالی کوئی رازی کوئی تو لوتھ کوئی کوئی اقلیدس کوئی سقراط ہو کوئی پراکسیٹلس
چند اگر با تجلی ہم میں ہوں تو نیون ہوں چند	چند فیتا غورس اپنے وقت کے بیگن ہوں چند
<p> لے خواجہ نصیر الدین محقق طوسی ۵۰۰ طوس مشہد کا قدیم نام ۵۰۰ بقراط یونان کا حکیم ۵۰۰ بطلمیوس یونان کا حکیم ۵۰۰ ملن یورپ کا مشہور شاعر ۵۰۰ سولن افلاطون کا نام یونان کا حکیم ۵۰۰ جالینوس یونان کا حکیم ۵۰۰ چارپوٹیک بہت مشہور شاعر ۵۰۰ لارڈلٹن انگلینڈ کا مشہور ناو سبٹ ۵۰۰ ابن صانع عامہ ابو بکر محمد بن یحییٰ ابن ماجہ الاندلسی نقیب بہ ابن صانع ۵۰۰ حکیم وقت ۵۰۰ حافظہ موسیقی میں کامل جسے باختلاف روایات ۵۰۰ ۵۰۰ ۵۰۰ میں انتقال کیا اللہ امام ابو حامد محمد غزالی ۵۰۰ امام ابو بکر رازی جبکہ انتقال ۵۰۰ ۵۰۰ میں اور امام فخر الدین رازی جبکہ انتقال ۵۰۰ ۵۰۰ میں ہوا ۵۰۰ جرمی کارہنے والا مذہب کا جلیل القدر پیشوا ۵۰۰ عرب کا مشہور فصیح شاعر حوزہ مائت نبوت میں تھا ۵۰۰ شیخ مصطفیٰ الدین سعدی شیرازی ۵۰۰ ہومر یونان کا مشہور شاعر ۵۰۰ اقلیدس یونان کا حکیم جسکے نام سے کتاب اقلیدس مشہور ہے ۵۰۰ سقراط یونان کا مشہور حکیم ۵۰۰ پراکسیٹلس یورپ کا بے مثل ناؤنٹے زینون طالوٹا غورس یونان کا حکیم ۵۰۰ سافرٹس یونان کا حکیم ۵۰۰ ارستو کا شاگرد۔ ۵۰۰ ٹیلر جرمی کا سحر بیان ۵۰۰ فیتا غورس یونان کا مشہور حکیم جو شہر ساموس میں رہتا تھا ۵۰۰ لیکن یورپ کا مشہور شاعر ۵۰۰ باختری ہندوستان کا حکیم علم جگ کا موجد ۵۰۰ نیون یورپ کا مشہور فلاسوف ۱۲۰ منہ </p>	

علم و فہم بوحلیفہ پھیلے ساری قوم میں کچھ ہوں فرا کچھ خلیل اور کچھ بخاری قوم میں	یا الہی عقل کا دریا ہو ساری قوم میں سیلوویہ اور اجمعی کچھ ہوں ہماری قوم میں
	ابن شوسی کی طرح استادِ فن بھی ہوں بہت واقفی بھی ہوں کسائی بھی حسن بھی ہوں بہت
چند فیضی چند صائب ہوں لالی ہم میں چند شوق سے ہوں بانی نازِ خیالی ہم میں چند	یا الہی ہوں مجسم فکرِ عالی ہم میں چند ہوں بہر صورت مثالِ ہیشائی ہم میں چند
	چند مثل سید محمود دانشمند ہوں انیریل ڈاکٹر سرسید ایسے چند ہوں
<p>۱۔ امام غلام ابو حنیفہ کو فی امام فقہ سیلوویہ امام نحو ۱۰۰۰ اجمعی نحو اور ادب کا امام وقت لکھ فہم صاحب کتاب الحدود امام نحو ۱۰۰۰ خلیل بصری امام لغات عرب ۱۰۰۰ بخاری امام حدیث ۱۰۰۰ محمد بن موسیٰ ہبر و مقابلہ میں کامل مکی کتاب کا ترجمہ ڈاکٹر زورن نے ۱۰۰۰ میں بمقام لندن کیا ۱۰۰۰ واقفی امام سیر ۱۰۰۰ کسائی امام نحو ۱۰۰۰ حسن بصری امام تفسیر حسن بن زیاد لولوی ہارون کے زمانے کا اہل کمال جسے ۱۰۰۰ میں انتقال کیا حسن بن شاکر بیئت اور موسیقی وغیرہ میں کامل ان سبہوں سے مراد ہے۔</p>	

مطبوع فیض عام علی گڑھ

کہاں ہیں عمدہ چھپائی کے شائق
کدہ ہرین پابندی اوقات اوقات و صفائی معائنات
کے عادی ذرا ہماری طرف متوجہ ہوں۔ ہندوستان میں بڑے
بڑے کارخانوں اور مطابع کے معاملات اور چھپائی آپ کی نظر سے گزری
ہوگی۔ ذرا ہماری مختصر اور محدود ہمت کا بھی اندازہ کیجیے۔ اس مطبع کا قبول
عبارت آرائی نہیں ہے۔ کیونکہ بقول شخصے شعر
چھپتی نہیں بوبات بناوٹ کی بال بھر
ہم مستحکم طور پر یقین دلاتے ہیں کہ مطبع فیض عام آپ کی مرضی کے موافق
عمدہ کام کر کے دیگا۔ پس ارباب تصانیف اپنا کام عربی، فارسی، اردو، ہندی
رنگین مینا کار جس قسم کا چاہیں مرحمت فرما کر ہماری عمدگی کام اور خوش معاملگی
کو امتحان کی کسوٹی پر کیس انشا اللہ تعالیٰ موقع ناخوشی کا نہ پائینگے
زیرِ تحریر فضول ہے۔ قدیم سے یہ قول مقبول ہے۔
مشک آنست کہ خود ہو بد نہ کہ عطار گوید
اعلیٰ۔ اول۔ اوسط ہر قسم کی شرح چھپائی
بذریعہ تحریر طرز ہو سکتی ہے

المشاہد
فیض مطبع

CALL No. { ۸۹۱۶۲۲۱ } ACC. NO. ۳۵۴۲۲
 AUTHOR شوق منشی علی -
 TITLE لیل و نهار

۸۹۱۶۲۲۱ ۳۵۴۲۲
 لیل و نهار

DATE	NO.	DATE	NO.
2058			
For Binding			
10/10/70			

THE TIME



MAULANA AZAD LIBRARY **ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY**

RULES:-

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of **Re. 1-00** per volume per day shall be charged for text-books and **10 Paise** per volume per day for general books kept over - due.